عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۰ | ۲۸ ربیع الثانی تا ۳ جمادی الاول ۱۴۳۲ھ مطابق یکم تا ۷ اپریل ۲۰۱۱ء | شمارہ: ۱۳

دین کی محنت کے شعبے

ایک جائزہ

غزواتِ نبوی

تاریخی پس منظر میں

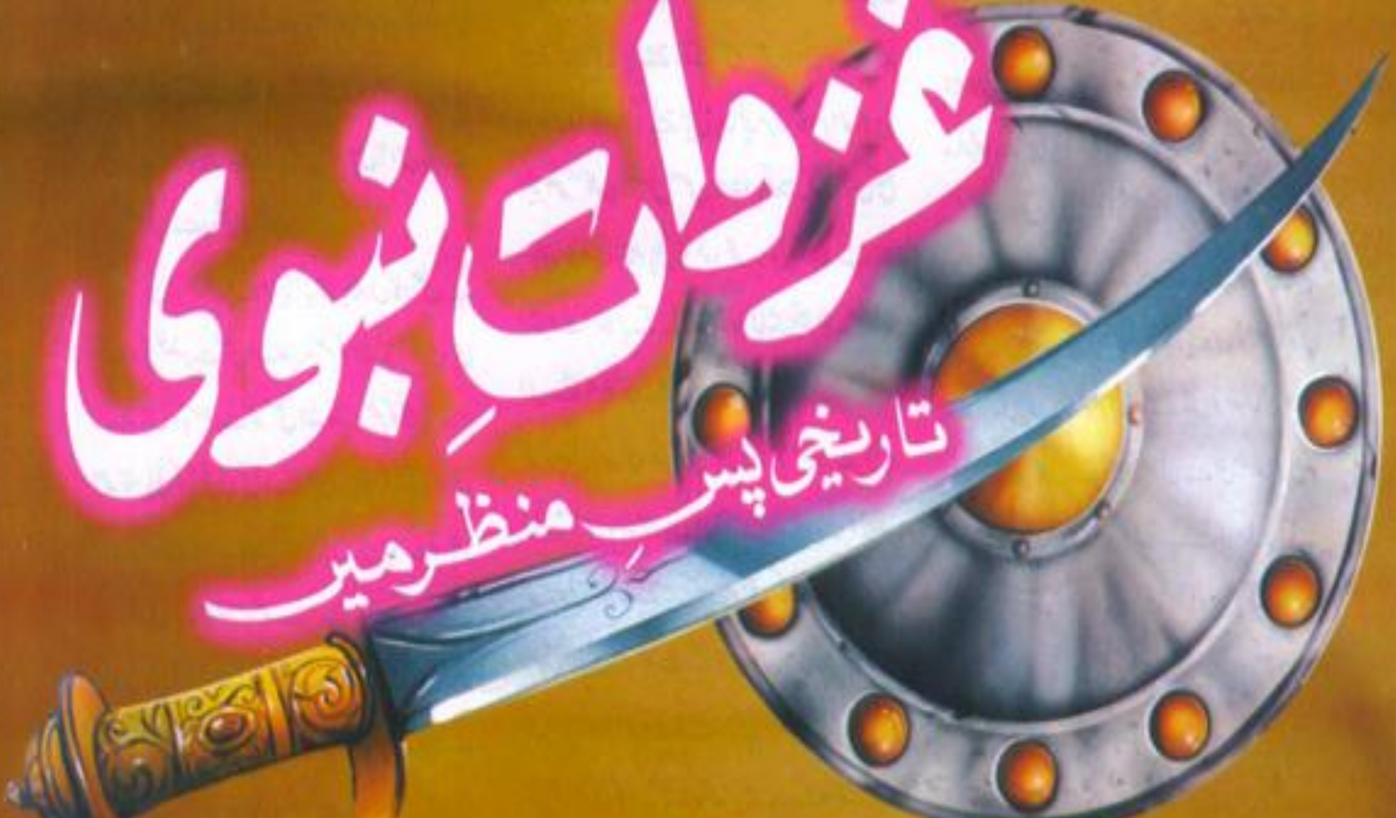

جھوٹے مُدعیانِ نبوت

عہد بہ عہد

سالانہ ختم نبوت کانفرنس ٹنڈو آدم

رپورٹ، جھلکیاں، قرار دادیں

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.or
http://www.khatm-e-nubuwwat.co

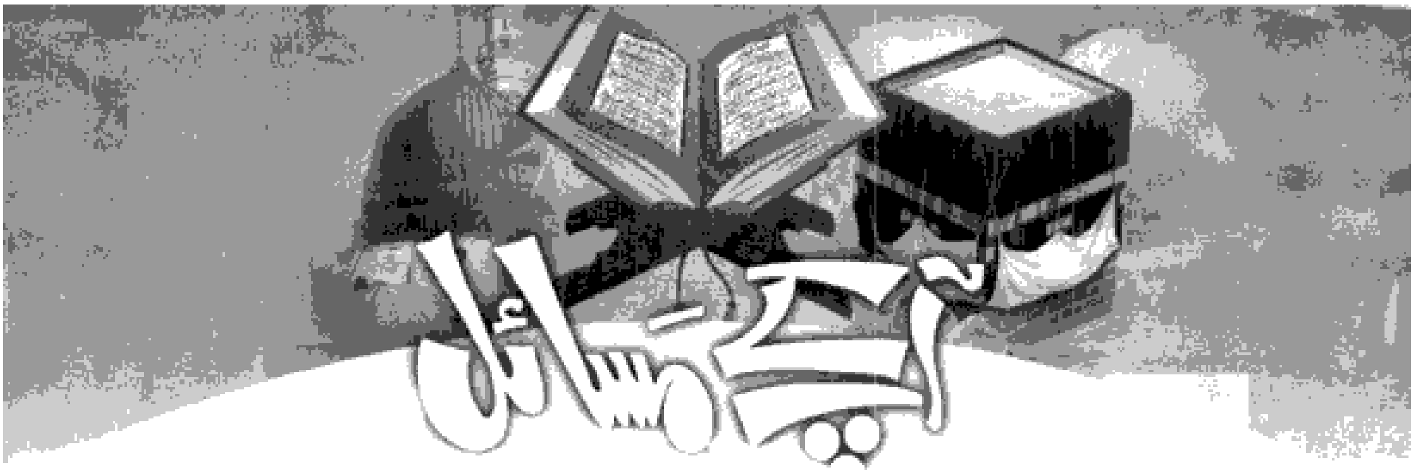

قادیانی دجل

محمد عبداللہ، کراچی

س:...... قادیانیوں کو غیرمسلم کیوں قرار دیا جاتا ہے' میرا ایک دوست جو قادیانی ہے' ان کا کہنا ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں جبکہ امام مہدی کے بارے میں وہی عقیدہ ہے جو ہمارا ہے' تو کیا وجہ ہے کہ یہ غیرمسلم ہیں؟ اس بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالیں۔

ج:...... میرے عزیز! یہ قادیانیوں کا دجل ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری نبی مانتے ہیں' وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں' غلام احمد قادیانی کو آخری نبی مانتے ہیں۔ چلو اگر ایک منٹ کے لئے ان کی یہ بات تسلیم بھی کرلی جائے تو پھر قادیانیوں کے ابا غلام احمد نے اپنے لئے الگ مذہب کیوں بنایا اور یہ کیوں کہا کہ: ''مجھے سب لوگوں نے مانا مگر کنجریوں کی اولاد نہیں مانتی۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص:۵۴۷' روحانی خزائن ج:۵' نجم الہدیٰ ص:۵۳' ج:۴) اور مرزاجی کے دوسرے جانشین اور بیٹے مرزا محمود احمد نے یہ کیوں فرمایا کہ: ''کل مسلمان جو مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کی بیعت میں داخل نہیں ہوئے' خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا' وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔'' (آئینہ صداقت ص:۳۵) اسی طرح وہ اپنی دوسری کتاب آئینہ صداقت میں لکھتا ہے: ''ہمارا فرض ہے کہ ہم غیراحمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں' اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں' کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا کے ایک نبی (مرزا غلام احمد) کے منکر ہیں' یہ دین کا معاملہ ہے۔ اس میں کسی کا اختیار نہیں کہ کچھ کرسکے۔'' (ص:۹۰)

رہی یہ بات کہ وہ مسلمانوں کا کلمہ کیوں پڑھتے ہیں؟ اس کی وجہ بھی خود مرزائیوں کے امام کی زبانی سنئے کہ وہ کلمہ پڑھتے وقت بھی ''محمد رسول اللہ'' سے مراد مرزا قادیانی لیتے ہیں' چنانچہ مرزا غلام احمد کا بیٹا بشیر احمد ''کلمۃ الفصل'' ص:۱۵۸ پر لکھتا ہے: ''پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے' اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں ہے' ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔'' نعوذباللہ قادیانی' مرزا غلام احمد قادیانی کو بعینہ محمد رسول اللہ مانتے ہیں اور پھر بھی کہتے ہیں کہ ہم محمد رسول اللہ کی ختم نبوت کے قائل ہیں' صرف یہی نہیں' بلکہ مرزا غلام احمد کو نہ ماننے والے مسلمانوں کے بارہ میں خود مرزا کا ارشاد ہے کہ: ''جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی و مشرک رکھا گیا۔'' (نزول المسیح ص:۴' حاشیہ روحانی خزائن ص:۳۸۲ ج:۱۸)

مرزا غلام احمد اپنی تعلیم اور وحی کو تمام انسانوں کے لئے مدارِ نجات قرار دیتے ہوئے کہتا ہے:

الف:...... ''ان کو کہہ دو کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تاکہ خدا بھی تم سے محبت کرے۔'' (حقیقۃ الوحی ص:۸۲)

ب:...... چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہیں اور

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے' اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس تعلیم کو جو میرے اوپر ہوتی ہے' فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا...... اب دیکھو! خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے مدارِ نجات ٹھہرایا' جس کی آنکھیں ہوں دیکھے' اور جس کے کان ہوں سنے۔'' (اربعین ۴' ص:۷' حاشیہ)

ان تفصیلات کے بعد آپ ہی بتلائیں کہ قادیانی مسلمان ہیں یا کافر؟ قادیانیوں کو مسلمانوں نے آئینی طور پر کافر قرار دلانے میں تو سو سال محنت کی' مگر قادیانیوں نے تو روزِ اول سے ہی مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا تھا' جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

غرضیکہ قادیانیوں سے مسلمانوں کا ایک آدھ مسئلے میں نہیں' بلکہ مکمل اختلاف ہے اور قادیانی' مسلمانوں سے بالکل الگ اور جدا مذہب رکھتے ہیں' یہ اسلام کے باغی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں' مسلمانوں کا یہ مطالبہ تھا اور ہے کہ قادیانی' مسلمانوں کو دھوکا نہ دیں' بلکہ اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ امت کہیں' ہم ان سے تعرض نہیں کریں گے' لیکن اگر وہ اپنے کفریہ عقائد کو اسلام باور کرائیں گے تو ہم بھی ان کا تعاقب جاری رکھیں گے اور مسلمانوں کو بتلائیں گے کہ قادیانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں' بلکہ وہ پیشاب پر زمزم کا اور سور کے گوشت پر بکری کے گوشت کا لیبل لگا کر مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۰ — ۲۸ ربیع الثانی تا ۳ جمادی الاول ۱۴۳۲ھ مطابق یکم تا ۷ اپریل ۲۰۱۱ء — شمارہ:۱۳

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

قادیانی غنڈہ گردی اور اس کا سدباب	۵	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
دین کی محنت کے شعبے	۷	مفتی محمد سلمان منصور پوری
غزوات نبوی تاریخی پس منظر میں	۱۰	محمود حسن حسنی ندوی
مزارات پر حملے اور ریمنڈ ڈیوس	۱۳	مولانا محمد ازہر مدظلہ
قادیانیوں سے گفتگو کا آسان طریقہ	۱۵	مولانا توصیف احمد
جھوٹے مدعیان نبوت ... عہد بہ عہد	۱۷	انتخاب: ابوفضال احمد خان
قادیانی اعتراضات کے جوابات (۳)	۱۹	مولانا نذیر احمد تونسویؒ
قادیانی دجل وفریب (۳)	۲۳	مولانا مجاہد مختار
سالانہ ختم نبوت کانفرنس منڈوآدم	۲۵	رپورٹ: مفتی محمد طاہر مکی

زرتعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 یا اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون:۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

جنت کے مناظر

جنت کے دروازوں کا بیان

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اُمت کا دروازہ جس سے وہ جنت میں داخل ہوگی (اتنا وسیع اور کشادہ ہے کہ) اس کی چوڑائی تیز رفتار گھڑسوار کی تین دن (یا تین سال) کی مسافت ہے، اس کے باوجود اس قدر بھیڑ ہوگی کہ (کھوے سے) کھوا چھلتا ہوگا، اور قریب ہوگا کہ ان کے کندھے اُتر جائیں۔" (ترمذی ج:۲ ص:۷۸)

جنت کے دروازے کی وسعت کے بارے میں متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں، چنانچہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جنت کے دو پٹوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے۔ (رواہ احمد وابو یعلی ورجالہ وثقوا علی ضعف فیھم)

حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پورا کروگے ستر اُمتوں کو، جن میں تم سب سے آخر میں ہو، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے معزز ہو، اور جنت میں دو پٹوں کے درمیان کا فاصلہ چالیس برس کی مسافت ہے، اور اس پر ایک دن آئے گا کہ وہ (کثرتِ ازدحام کی وجہ سے) گھٹا ہوا ہوگا۔ (رواہ احمد ورجالہ ثقات)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جنت میں دو پٹوں کے درمیان کا فاصلہ چالیس سال کی مسافت ہے، اور اس پر ایک دن آئے گا کہ اس پر ایسا ازدحام ہوگا جیسے پانچ دن کے پیاسے اُونٹ پانی پر جائیں تو ان کا پانی پر ازدحام ہوتا ہے۔ (رواہ الطبرانی وفیہ رزیک بن ابی رزیک ولم اعرفہ وبقیۃ رجالہ ثقات، مجمع الزوائد ج:۱۰ ص:۳۹۷)

خالد بن عمیر کہتے ہیں کہ حضرت عتبہ بن غزوان نے (جو بصرہ کے امیر تھے) ہمیں خطبہ دیا، اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: دُنیا خاتمے کا اعلان کرچکی ہے، اور تیزی سے ختم ہوتی ہوئی بھاگ رہی ہے، اور اس میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہا سوائے تلچھٹ کے، جیسے برتن میں تلچھٹ رہ جاتی ہے، جس کو اس کا مالک چوستا ہے، اور تم یہاں سے ایک ایسے گھر کی طرف منتقل ہوگے جس کے لئے زوال نہیں، پس جو کچھ تمہارے پاس موجود ہے اس سے بہتر کے ساتھ وہاں منتقل ہو، کیونکہ ہم سے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک پتھر جہنم کے منڈیر سے پھینکا جائے گا، وہ ستر سال تک اس میں گرتا رہے گا، لیکن اس کی گہرائی تک نہیں پہنچے گا، اور اللہ کی قسم! وہ جہنم البتہ بھردی جائے گی، کیا تمہیں تعجب ہے...؟

اور ہم سے ذکر کیا گیا کہ جنت کے دروازے کے دو پٹوں کا فاصلہ چالیس برس کی مسافت کا ہوگا، اور اس پر ایک دن ایسا آئے گا کہ وہ ہجوم کی وجہ سے پٹا ہوا ہوگا، اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات میں سے ساتواں آدمی تھا، اور ہمارے پاس درخت کے پتوں کے سوا اور کوئی خوراک نہیں تھی، یہاں تک کہ پتے کھاتے کھاتے ہماری باچھیں چھل گئیں، پھر مجھے ایک چادر پڑی مل گئی، میں نے چیر کر اس کے دو حصے کرلئے، ایک حصے کی لنگی میں نے باندھ لی، اور دُوسرے حصے کی سعد بن مالک نے، آج ان ساتوں میں ہر ایک کسی نہ کسی شہر کا امیر ہے، اور میں اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں اپنے جی میں بڑا بنا پھروں اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں چھوٹا رہوں۔ اور دیکھو! کبھی کوئی نبوت نہیں ہوئی مگر رفتہ رفتہ اس کے

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

آثار مٹتے گئے، اور آخرکار ملوکیت رہ گئی، اب تم کو ہمارے بعد کے اُمراء سے سابقہ پڑے گا، اور تم ان کا تجربہ کروگے۔ (صحیح مسلم ج:۲ ص:۴۰۸)

مذکورہ بالا احادیث میں جنت کے دروازے کی مسافت چالیس برس کی ذکر کی گئی ہے، اور ترمذی کی حدیث الباب میں تیز رفتار گھوڑے کی رفتار سے تین دن یا تین برس کی مسافت ذکر کی گئی ہے۔ ترمذی کی روایت اوّل تو کمزور ہے، جبکہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے تصریح فرمائی ہے، علاوہ ازیں یہ توجیہ بھی ہوسکتی ہے کہ کم مقدار میں حصر مقصود نہیں، بلکہ مراد اس سے طولِ مسافت کا ذکر کرنا ہے اس لئے جن احادیث میں زیادہ مسافت آئی ہے، یہ ان کے منافی نہیں۔

اہلِ جنت کی عمروں کا بیان

"حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اہلِ جنت، جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے بدن پر بال نہیں ہوں گے، چہرے بے ریش اور آنکھیں سرگیں ہوں گی، تیس یا فرمایا تینتیس برس کی عمر کے ہوں گے۔" (ترمذی ج:۲ ص:۷۷)

بدن پر بالوں کا نہ ہونا حسن وخوبی ہے، چنانچہ شمائل شریفہ میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر پر بال نہیں تھے، البتہ سینے سے ناف تک بالوں کی ایک باریک سی لکیر چلی گئی تھی۔ پہلے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گزر چکا ہے کہ اہلِ جنت نوجوان ہوں گے، اس حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے کہ ان کی عمریں تیس سال یا تینتیس سال کی ہوں گی۔ پہلے زمانوں میں جب عمریں طویل ہوتی تھیں تیس برس نوجوانی کی عمر ہوتی تھی، یہی حال اہلِ جنت کا ہوگا۔ ☆☆

اداریہ

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

قادیانی غنڈہ گردی اور اس کا سدباب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

قادیانی جماعت نے اپنے آقاؤں کے فرمان پر تقسیم ملک کے وقت باؤنڈری کمیشن کے سامنے یہ موقف اختیار کیا تھا کہ چونکہ وہ مسلمانوں سے الگ ایک قوم ہے، اس لئے انہیں الگ ایک خطہ دیا جائے، قادیانیوں کے اس موقف کا فائدہ ہندوستان کو ملا، کیونکہ ملک کی تقسیم مسلم اور غیر مسلم کی بنیاد پر ہورہی تھی، یوں اس کمیشن نے قادیانیوں کو ان کے کہنے پر غیر مسلم قرار دے کر ان کا علاقہ قادیان اور پورا ضلع گورداس پور ہندوستان کے حوالے کردیا۔

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یہ قادیان میں رہتے، لیکن پاکستان کے معرض وجود میں آتے ہی سامراج کے یہ آلۂ کار اور جاسوس قادیان چھوڑ کر پاکستان در آئے، اپنے آقاؤں سے ساز باز کرکے پنجاب میں دریائے چناب کے قریب کوڑیوں کے دام ایک علاقہ ”انجمن احمدیہ“ کے نام پر الاٹ کرایا اور وہاں ”ربوہ“ کے نام سے ایک شہر آباد کیا۔ وہاں اسکول اور کالج کھولے، دفاتر قائم کئے، اپنا علیحدہ ایک عدالتی نظام بنایا، اخبارات اور مجلات جاری ہوئے، اپنی اسپیشل فورس قائم کی اور مسلمانوں کے لئے یہ علاقہ اور شہر نوگو ایریا اور ممنوعہ قرار دیا گیا، گویا انہوں نے ریاست کے اندر ریاست قائم کررکھی ہے، آج تک اس شہر میں مسلمان تو کجا، کوئی قادیانی بھی پراپرٹی، مکان یا دکان اپنے نام پر نہیں خرید سکتا، اور اگر کوئی قادیانی ان کے ظلم وستم، جبر وتشدد اور ظالمانہ تسلط کے خلاف آواز اٹھاتا ہے تو اسے اپنی تمام جائیداد سے محروم کرکے شہر بدر کردیا جاتا ہے، بیسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں واقعات اب تک منظر عام پر آچکے ہیں۔

۶/ مارچ ۲۰۱۱ء روزنامہ امت کے نمائندے رانا ابرار چاند نے قادیانیوں کی اندرونی بغاوت، ان کی کرپشن اور ملک کو مالی طور پر نقصان پہنچانے کی قادیانیوں کی داستانیں روزنامہ امت میں شائع کرائیں تو قادیانیت بوکھلا گئی اور اپنی روایتی غنڈہ گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دن دیہاڑے اس بے باک اور نڈر صحافی کو شہید کردیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اس المناک قتل کی تفصیل ملاحظہ ہو:

”اسلام آباد (وقائع نگار خصوصی) چناب نگر سابق ربوہ میں ”امت“ کے نمائندے اور روزنامہ ”اوصاف“ اسلام آباد کے بیورو چیف رانا ابرار چاند کو مرکزی بازار اقصیٰ روڈ پر واقع ریلوے پھاٹک پر قادیانی غنڈوں نے گولیاں مار کر شہید کردیا۔ رانا ابرار قادیانی جماعت کے متوازی عدالتی نظام اور بلوچستان میں قادیانیوں کا شہر بسانے کے منصوبوں کے حوالے سے اسٹوریز پر کام کررہے تھے۔

”امت“ میں ۶/ مارچ کو قادیانی جماعت میں بغاوت کی اسٹوری شائع ہونے کے بعد قادیانی جماعت ان کی نگرانی کررہی تھی اور انہیں چناب نگر میں قادیانی جماعت کے صدر عمومی سلیم الدین کی جانب سے خطرہ تھا۔ تفصیلات کے مطابق رانا ابرار چناب نگر کے اڈے پر موجود تھے کہ انہیں قادیانیوں نے فون کرکے دھوکے سے ریلوے پھاٹک پر بلایا۔ ایک مقامی مربی جس کا نام منیر بتایا جاتا ہے نے ایک ساتھی کے ہمراہ انہیں پہلے سے رکھے ایک لکڑی کے بینچ پر اپنے درمیان بٹھایا، ان کے بیٹھتے ہی سامنے دکان پر موجود دو قاتلوں رفیق اور اس کے ساتھی نے ان پر فائرنگ کردی، انہیں دو گولیاں سر اور ایک سینے میں لگی، جس سے وہ موقع پر ہی شہید ہوگئے۔ اسی دوران اقصیٰ مارکیٹ، گول بازار

اور دیگر مارکیٹیں فوراً بند ہوگئیں اور سڑکوں پر قادیانی جماعت کے مسلح کارکن کھڑے ہوگئے۔ دوسری طرف قتل کی خبر ملتے ہی مسلم کالونی کے رہائشی مسلمان مجلس احرار کے مولانا مغیرہ اور ختم نبوت انٹرنیشنل کے مولانا شبیر عثمانی کی زیر قیادت وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے لاش سڑک پر رکھ کر دھرنا دیا اور قاتلوں کی گرفتاری تک لاش اٹھانے سے انکار کردیا۔ پولیس نے گولی چلانے والے ملزم رفیق اور اس کے ایک ساتھی کو گرفتار کرلیا جب کہ مربی اور اس کے تین ساتھی فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے۔ بعدازاں ڈی پی او چنیوٹ رانا شہزاد اکبر کی طرف سے مجرموں کی گرفتاری کی یقین دہانی پر لاش پوسٹ مارٹم کے لئے ہسپتال پہنچائی گئی۔ رانا ابرار چناب نگر کے بے باک اخبار نویس تھے۔ ان کے قادیانی جماعت کے اندر مضبوط ذرائع تھے، جن کے سبب قادیانی جماعت پریشان تھی۔ انہوں نے ۹ مارچ کو ”امت“ میں شائع ہونے والی رپورٹ میں قادیانی باغی گروپ کے حوالے سے اہم ثبوت فراہم کئے۔ ۸ مارچ کو انہوں نے امت کے ذمہ داران کو آگاہ کیا تھا کہ مرزائی نوجوان ان کا تعاقب کر رہے ہیں اور ان کی جان خطرے میں ہے......“ (روزنامہ امت کراچی، ۱۶ مارچ ۲۰۱۱ء)

رانا ابرار کی شہادت کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، صحافی برادری، سیاسی و مذہبی جماعتوں کے راہنماؤں نے اپنے اپنے بیانات میں شہید کو خراج تحسین پیش کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ حکومت چناب نگر میں قادیانی غنڈہ گردی کو ختم کروائے اور وہاں آپریشن کر کے شہر کو اسلحہ سے پاک کیا جائے۔ تفصیلات ملاحظہ ہوں:

”اسلام آباد (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا عبدالوحید قاسمی نے شہید کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ حکومت چناب نگر میں قادیانی غنڈہ گردی کو ختم کروائے اور وہاں آپریشن کیا جائے۔ قادیانیوں نے چناب نگر میں اپنی ریاست قائم کر رکھی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دکھ کی اس گھڑی میں روزنامہ امت اور شہید کے اہل خانہ کے ساتھ ہے۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی امیر سید المیمن شاہ بخاری، سیکریٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، ڈپٹی سیکریٹری جنرل سید کفیل شاہ بخاری نے کہا کہ رانا ابرار ایک نڈر انسان تھے۔ انہوں نے اپنا فرض ادا کرتے ہوئے شہادت پائی۔ حکومت اس قتل کا نوٹس لے اور چناب نگر میں سرچ آپریشن کر کے اس شہر کو اسلحے سے پاک کیا جائے۔ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے سربراہ مولانا عبدالحفیظ مکی، مولانا شبیر احمد عثمانی نے بھی رانا ابرار کے قتل کی مذمت کی اور کہا کہ رانا ابرار کا خون رائیگاں نہیں جانے دیں گے۔ علاوہ ازیں میر پور خاص کی مذہبی جماعتوں نے قادیانیوں کی جانب سے چناب نگر کے نمائندہ امت کو فائرنگ کر کے شہید کرنے کی سخت مذمت کرتے ہوئے احتجاج کا اعلان کیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی ترجمان مولانا محمد علی صدیقی، ضلعی رہنما مولانا شبیر احمد کرنالوی، مولانا حفیظ الرحمن فیض، مولانا ڈاکٹر اکرام خان مستوئی، اہل سنت جماعت کے صوبائی رہنما مولانا محمد شریف سعیدی، مولانا صادق سعیدی، انیس احمد سہروردی، سنی تحریک کے محمد التماس صابر قادری اور دیگر نے کہا کہ رانا ابرار کو قادیانیوں کے خلاف سچ لکھنے کے جرم میں شہید کیا گیا ہے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے بھرپور احتجاج کیا جائے گا۔ انہوں نے مقتول کے لواحقین سے ہمدردی کا اظہار کیا۔“ (روزنامہ امت کراچی، ۱۶ مارچ ۲۰۱۱ء)

وزیر قانون جناب رانا ثناء اللہ نے پریس کانفرنس کرتے ہوئے حکومت پنجاب کی طرف سے ابرار رانا کے قتل پر افسوس کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ اس قتل کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ وہ اس کیس کی خود نگرانی کریں گے اور مجرموں کو کسی بھی صورت بچ کر نکلنے کا موقع نہیں دیا جائے گا۔ پنجاب حکومت سے ہمارا مطالبہ ہے کہ حکومت اپنے ان اعلانات پر عملی اقدام کرے اور ان قاتلوں، قادیانی غنڈوں اور ان کے پس پردہ محرکین کو گرفتار کر کے انہیں جلد از جلد منطقی انجام تک پہنچائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

دین کی محنت کے شعبے... ایک جائزہ

مفتی محمد سلمان منصور پوری، انڈیا
انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی

دین کے کام بہت ہیں، اسی اعتبار سے دینی خدمت کے شعبے بھی بے شمار ہیں، ہر شعبہ اپنی اہمیت کے اعتبار سے ناگزیر بھی ہے اور لائق توجہ بھی ہے، ضروری ہے کہ ہر جگہ اور ہر زمانے میں یہ سب لازمی شعبے زندہ رہیں اور ان پر محنتیں کی جاتی رہیں، مثلاً چند شعبوں کے عنوانات یہ ہیں:

الف:... اصل دین کا تحفظ:

یہ عنوان بہت عام اور جامع ہے، اس کے تحت میں وہ تمام ضروری خدمات آئیں گی جو دین کی تعلیم سے متعلق ہیں اور اس عنوان کا مرکزی محور یہ ہوگا کہ جو دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں لے کر تشریف لائے اور جو ہم تک آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اکابر علماء و صلحاء کے مستند واسطے سے پہنچا، اس کو بلاکم وکاست محفوظ رکھا جائے۔ یہ وہ بنیادی خدمت ہے جس کے ذریعے دین آج تک عالم اسلام میں محفوظ رہا، پھر اس خدمت کے شعبے در شعبے ہوتے چلے جائیں گے۔ ایک شعبہ الفاظ قرآن کی حفاظت کا ہوگا، ایک شعبہ تجوید اور حُسن صوت سے متعلق ہوگا، پھر کچھ افراد معانی قرآن کے تحفظ کے لئے علم تفسیر کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں گے، کچھ حضرات حدیث کے الفاظ و معانی پر محنت کرنے والے ہوں گے اور ایک جماعت تفقہ فی الدین کی خدمت سنبھالے گی اور کچھ لوگ قرآن وسنت کی فہم کے لئے عربی زبان و ادب اور نحو وصرف اور بلاغت میں مہارت پیدا کریں گے وغیرہ وغیرہ۔ الحمدللہ! چودہ سو سال سے برابر امت میں ایسے باتوفیق رجال کار ہر زمانے میں موجود رہے، جنہوں نے ان سب شعبوں میں بفضل خداوندی کارہائے نمایاں انجام دے کر دین محمدی اور شریعت مصطفوی کو اپنی اصلی شکل و صورت میں باقی رکھا ہے اور بحمدہ تعالیٰ آج بھی ایسے افراد کی کمی نہیں ہے۔

ب:... راستہ کی رُکاوٹوں کو دُور کرنا:

دین کا ایک بہت بڑا شعبہ یہ ہے کہ اگر کسی جگہ دین پر عمل کرنے میں کوئی رُکاوٹ آرہی ہو تو ایک جماعت ان رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے سر ہتھیلی پر رکھ کر مردانہ وار میدان میں آجائے اور اسلام کی سربلندی کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کرے۔ اس شعبہ کا نام ''جہاد'' ہے، جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''اسلام کا سب سے چوٹی کا عمل'' قرار دیا ہے: ''ذروۃ سنامہ الجھاد'' (مشکوٰۃ:۱۶/۱) اور اس خدمت پر قرآن وسنت میں جس قدر عظیم الشان ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے، اس میں کوئی اور عمل اس کا ہم پلہ اور شریک نہیں ہے۔ محض جذبات میں آکر جہاد کے متعلق وعدوں کو کسی اور عمل پر منطبق نہیں کیا جاسکتا۔

تاہم شرعی جہاد کے کچھ شرائط و آداب ہیں، اس کا حکم کب جاری ہوتا ہے؟ اور کہاں کس طرح کا جہاد مفید ہے؟ اس بارے میں معتبر علماء سے معلومات حاصل کرنی چاہئے، یہاں تو اس طرف توجہ دلانی ہے کہ دین پر عمل میں پیش آمدہ رُکاوٹوں کو دور کرنے پر بھی ہر زمانہ میں متواتر محنتیں ہوتی رہنا ضروری ہیں ورنہ ہم مغلوب ہوتے چلے جائیں گے اور دشمن اس طرح حاوی ہوتا چلا جائے گا کہ ہم بعد میں ہاتھ پیر ہلانے کے قابل بھی نہ رہیں گے، لہٰذا مستقل بیدار اور تیار رہنے کی ضرورت ہے۔ ہندوستان جیسے غیر مسلم ملک میں جمعیت علماء جیسی ملی تنظیموں کا مقصد قیام بھی یہی ہے کہ دین ومذہب پر عمل کرنے میں جو رکاوٹیں آئیں انہیں دور کیا جائے، بلاشبہ یہ بھی ایک بڑی دینی خدمت ہے تاکہ مسلمان عافیت کے ساتھ اپنے مذہبی امور انجام دے سکیں۔

ج:... باطل عقائد ونظریات کی تردید:

اسی طرح ایک بہت ہی ضروری شعبہ یہ ہے کہ دین کے نام پر جب دین کی جڑیں کھوکھلی کرنے کی سازشیں سامنے آئیں تو ایک جماعت ان سے سینہ سپر ہوکر احقاق حق اور ابطال باطل کا کام انجام دے۔ بفضلہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق قیامت تک ایسی مستعد جماعت امت میں برابر موجود رہے گی۔ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لاتزال طائفة من امتی
قوامة علی امر الله لایضرهم من
خالفهم۔'' (کنزالعمال)

ترجمہ: ''میری امت میں برابر ایک جماعت امر حق پر مضبوطی سے ثابت قدم رہے گی، اس کو کسی کی مخالفت نقصان نہ پہنچا سکے گی۔''

ایک روایت میں ہے کہ:

"یحمل هذا العلم من کل خلف عدوله ینفون عنه تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاهلین." (رواہ البیہقی فی کتاب مشکوٰۃ)

ترجمہ: "اس امت کے بعد میں آنے والے معتبر لوگ ہی علم کتاب وسنت کے حامل ہوں گے جو دین سے غلو پسندوں کی تحریفات، باطل پسندوں کی فریب کاریوں اور جاہلوں کی فاسد تاویلات کا قلع قمع کر دیں گے۔"

معلوم ہوا کہ اس طرح کے مستقل شعبے کا وجود بھی امت میں لازم ہے ورنہ یہ امتیاز ہی نہ رہے گا کہ کیا حق ہے اور کیا باطل؟ اور طاغوتی قوتیں محنتیں کر کے اصلی دین ہی کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیں گی، اس لئے دین کے تحفظ اور اس کی ترقی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ان تمام باطل فتنوں سے ٹکر لی جائے، جنہوں نے جاہلانہ تحریفات اور واہیات اور رکیک تاویلات کے ذریعہ گمراہی کا جال بچھا رکھا ہے، جو لوگ اس کام میں مشغول ہیں وہ بھی دین کی ایک عظیم الشان خدمت انجام دے رہے ہیں۔ نئے زمانہ کے "صلح کل" لوگ اپنی مریض ذہنیت کی بنا پر اس طرح کی محنتوں کو فضول بلکہ مضر سمجھتے ہیں، مگر یہ ان کی محض کج فہمی ہے۔ اگر حق وباطل کا فرق نہ رہے تو دین مسخ ہو جائے گا اور سنت وبدعت کا کچھ پتا نہ چل سکے گا۔

ذرا غور فرمایئے اور تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھئے۔

اگر تاریخ کے ہر دور میں علماء اسلام نت نئے فتنوں کے خلاف سینہ سپر نہ ہوتے اور احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ انجام نہ دیتے تو کیا دین کی اصلی صورت باقی رہ جاتی؟ انہی علماء نے فتنہ اعتزال کو نیست ونابود کیا، انہی کی جرأت واستقامت نے اکبر اعظم کے معجون مرکب "دین الٰہی" کو ہمیشہ کے لئے دفن کیا، انہی سر بکف محبان رسول نے قادیانیت کی پُر فریب سازشوں کو طشت از بام کیا اور آج تک اس مہم میں سرگرم ہیں۔

الغرض دین کے نام پر جب بھی بددینی پھیلانے کی کوشش ہوئی تو اللہ نے اپنے فضل وکرم سے بددینی کو مٹانے کے لئے ایک مستقل جماعت کھڑی کر دی، جس کی وجہ سے ہزار کوششوں کے باوجود باطل کو اصل دین میں خلل اندازی کا موقع نہ مل سکا۔ یہ جماعت اس پُر فریب نعرے سے متاثر نہیں ہوئی جسے آج فیشن میں "اتحاد ملت" کا نام دیا جاتا ہے۔ اتحاد ملت کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ ہر ناحق کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے اور اس بدعقیدگی اور بدعملی پر کوئی نکیر نہ کی جائے، یہ اتحاد نہیں بلکہ مداہنت ہے، اگر واقعی اتحاد چاہئے تو وہ صرف اس طرح ہوگا کہ ہر فرقہ اور ہر جماعت قرآن وسنت کو معیار اتباع بنالے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کاملہ سے پوری طرح فیضیاب ہونے والی عظیم ترین شخصیات جو امت میں نبی کے بعد سب سے افضل ہیں یعنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو "معیار حق" تسلیم کرے اور جو عقیدہ اور عمل قرآن وسنت اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے موافق ہو اسے اختیار کیا جائے اور جو خلاف ہو اسے ترک کر دیا جائے۔ اگر یہ طریقہ اختیار کر لیا گیا تو امت میں تفرقہ بندی کی تمام حدیں توڑی جاسکتی ہیں۔ یہ تفرقے پیدا ہی اسی لئے ہوئے ہیں کہ قرآن وسنت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریق چھوڑ کر الگ نظریات واعمال کو فروغ دے دیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ایسی جماعت کا وجود ناگزیر ہے جو غلط عقائد ونظریات اور بدعات ختم کرنے کے لئے سرگرم عمل رہے۔

دعوت الی الخیر:

یہ بھی دین کا نہایت اہم شعبہ ہے، لوگوں کو خیر کی طرف دعوت دینا اور دنیا میں اچھی باتوں کو فروغ دے کر برائیوں کو مٹانا امت محمدیہ کی امتیازی صفت ہے اور امت کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے اور بالخصوص جب بگاڑ حد سے تجاوز کر جائے اور عبادت سے لے کر معاشرت تک ہر شعبہ دین سے بے بہرہ ہونے لگے تو امت کو تباہی سے بچانے کے لئے انفرادی اور اجتماعی ہر طرح کی کوششوں کا تسلسل زیادہ ضروری اور لازم ہو جاتا ہے۔

الحمدللہ! ہر زمانہ میں دین کا یہ شعبہ زندہ اور متحرک رہا ہے۔ علماء نے وعظ ونصیحت کے ذریعہ اور صوفیاء نے بیعت وارشاد کے ذریعہ برابر دین کی آبیاری کی اور لاکھوں لوگ ان کی محنتوں کی بدولت راہ حق پر گامزن ہوگئے اور اخیر زمانہ میں "دعوت الی الخیر" کا یہ مہتم بالشان کام حضرت مولانا شاہ محمد الیاس

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

صاحب کاندھلوی نوراللہ مرقدہ کے بے پایاں خلوص کے ساتھ ''تبلیغی جماعت'' کے نام سے سامنے آیا جو دیکھتے ہی دیکھتے دہلی اور میوات سے نکل کر عالم کے چپہ چپہ پر پھیل گئی اور جگہ جگہ دین کے عنوان پر حرکت میں برکت کے مناظر سامنے آنے لگے۔

اس تحریک کی عمومیت نے رنگ و نسل اور علاقہ اور امیر و غریب کا فرق مٹا دیا اور امت کا ہر طبقہ ''دعوت الی الخیر'' سیکھنے اور سکھانے کے لئے ایک ہی نظام سے مربوط ہوگیا۔ اس تحریک کا بنیادی مقصد ہی یہ ہے کہ دین زندگی کے ہر گوشہ میں سما جائے۔ عبادات بھی شریعت کے مطابق ہوں اور معاشرت اور معاملات بھی اسلامی رنگ میں رنگین ہو جائیں اور غیر اسلامی عقائد و اعمال سے مسلم معاشرہ پاک ہو جائے۔ اس جماعت تبلیغ کی نماز اور روزہ پر محنت صرف اس لئے نہیں ہے کہ دین کو بس عبادات کے دائرہ میں محدود کر دیا جائے بلکہ دین پوری زندگی میں آنا چاہئے اور اس کے لئے جہاں اچھائیوں کو پھیلانے کی ضرورت ہوگی وہیں برائیوں پر حکمت عملی سے نکیر کرنے کی بھی ضرورت ہوگی۔ اس لئے کہ جس طرح کھیتی اس وقت تک برگ و بار نہیں لا سکتی جب تک کہ اس کے جھاڑ جھنکار کی صفائی نہ کی جائے، اسی طرح اسلامی معاشرہ کا تصور بھی اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ گناہوں اور نافرمانیوں کو جڑ سے نہ اکھیڑ دیا جائے، جو حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ جو برائیاں بھی آنکھوں کے سامنے گھر میں یا باہر ہوتی رہیں، ان پر نکیر کرنا ہمارا کام نہیں، یہ بڑی بھول ہے۔

قرآن کریم نے دعوت کی تفسیر میں دونوں ذمہ داریوں کو بتایا: ''امر بالمعروف'' اچھی باتوں کی تلقین۔ ''نہی عن المنکر'' بری باتوں سے روکنا۔

انہی دونوں ذمہ داریوں کو ادا کرکے دعوت کا مفہوم پورا ہوتا ہے، یہ انصاف کی بات نہیں ہے کہ ہم اچھائیوں کی دعوت میں سب کچھ کھپا دیں اور جب برائیوں پر متنبہ کرنے کا وقت آئے تو دامن بچا کر لے جائیں کہ کہیں کوئی ناراض یا درپے آزار نہ ہو جائے۔ بہرکیف ایسے افراد کا موجود رہنا ضروری ہے جو دنیا میں خیر کو پھیلاتے رہیں اور منکرات پر قوت کے ساتھ نکیر کرتے رہیں، یہ دین کا نہایت مفید اور وسیع ترین شعبہ ہے۔

دین کے تمام شعبوں کا مرکز:

دین کے ان تمام شعبوں کا مرکز دورِ نبوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مبارکہ تھی، وہیں تعلیم کے حلقے لگتے تھے، وہیں سے مجاہدین کے لشکر منظم کرکے بھیجے جاتے تھے اور وہیں سے تبلیغی وفود روانہ ہوتے تھے۔ پھر کام کرنے والے بھی ایسے تھے جو بیک وقت معلم بھی تھے، مجاہد بھی تھے اور مبلغ بھی تھے۔ الغرض ہر شخص اپنی وسعت کے مطابق دین کی ہر خدمت انجام دینے کو تیار رہتا تھا۔ دورِ صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ میں بھی یہی منظر دیکھنے کو ملتا رہا، بڑے بڑے اکابر محدثین اور علماء حصول ثواب کے لئے مسند درس کو چھوڑ کر تلوار اٹھاتے اور دشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں اپنی دلیری اور بہادری کے جوہر دکھاتے تھے۔ اس وقت چونکہ خلوص عام تھا، اس لئے یہ بات نہ تھی کہ یہ کام ہمارا ہے اور وہ کام ان کا ہے، بلکہ دین کے ہر کام کو ہر شخص اپنا ہی کام سمجھتا تھا اور ایک دوسرے کے تعاون کی امکانی کوشش کی جاتی تھی، جس کا ثمرہ ظاہر ہوتا تھا کہ دین کا ہر شعبہ پوری قوت سے زندہ اور متحرک تھا۔

موجودہ دور کا المیہ:

مگر آج نفسانیت اور جہالت نے یہ دن دکھائے کہ دین کے شعبے الگ الگ طبقات میں بٹ کر رہ گئے ہیں، ہر شعبے سے وابستہ شخص نہ صرف یہ کہ دوسرے سے وابستہ نہیں ہونا چاہتا بلکہ اپنے شعبے سے تعلق کے زعم میں دوسرے شعبوں کی تحقیر اور اس پر لعن طعن پر آمادہ ہو جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ دین تو بس وہی ہے جس کو اس نے دین سمجھ رکھا ہے اور بقیہ ساری محنتیں جو دین کے نام پر کی جا رہی ہیں وہ سب فضول ہیں۔

دین کی خدمت کا میدان بہت وسیع ہے، ایک دوسرے پر اعتراضات کے بغیر بھی دین کی خدمت ہوسکتی ہے، اس ''نیکی برباد گناہ لازم'' میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر کسی کو اپنے شعبہ کے علاوہ کسی دوسرے دینی شعبہ میں کام کرنے کا موقع نہیں ملتا تو کم از کم اس کی بیخ کنی اور مخالفت تو نہ کرے، یہ بھی ایک طرح کا تعاون کہلائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر فرد کو اپنا محاسبہ کرنے اور ہر معاملے میں راہِ اعتدال پر استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

خادم علماء حق: حاجی الیاس عفی عنہ
علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش
علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی
نہیں لی جائے گی، مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں
ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں
یاد رکھئے اولڈ
سنارا جیولرز
صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر 2۔ سیل: 0321-2984249-0323-2371839

غزوات نبوی تاریخی پس منظر میں

محمود حسن حسنی ندوی

اسلامی غزوات، جنگوں اور مجاہدانہ سرگرمیوں پر نظر ڈالنے سے یہ بات صاف طور پر سامنے آتی ہے کہ صبر وعزیمت کی ایک مدت مدید کے بعد یہ صورت حال پیش آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے رب کے حکم سے دعوت وتبلیغ اسلام کا کام شروع فرمایا کہ جب حکم ہوا:

"یا ایھا المدثر قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطھر۔"

اور ارشاد ہوا:

"وانذر عشیرتک الاقربین"

تو لوگوں کی شدید مخالفت سامنے آئی، موافقت والے بہت تھوڑے تھے، جو شروع میں چار، پھر چار سے دس اور دس سے بیس اور بیس سے چالیس ہوئے، یہ چالیسویں حضرت عمرؓ خلیفہ دوم ہیں، جن کی جرأت و بے باکی کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی، ان کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو بڑی تقویت ملی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ وصحابیاتؓ "کفوا ایدیکم واقیموا الصلوۃ" پر عمل پیرا تھے، صبر واستقامت کے پہاڑ بنے ہوئے تھے اور اپنے رب کی خاموش بندگی کئے جا رہے تھے، تکلیفیں سہہ رہے تھے، مصیبتیں اٹھا رہے تھے، فاقے برداشت کر رہے تھے، ظلم وزیادتی کا جواب نہیں دے رہے تھے، طائف کا واقعہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش آیا، تاریخ انسانیت کا ایسا سنگدلانہ واقعہ ہے جو قیامت کو بلانے کے لئے کافی تھا، مگر آپ اس وقت بھی سراپا دعا بنے رہے اور ہدایت کی دعا کرتے رہے گرچہ اس وقت آپ کوئی بھی لفظ بددعا کا نکال دیتے تو وہ رنگ لے آتا، ان سب کے باوجود کفار ومشرکین کی زیادتیوں میں کوئی فرق نہیں آیا، وہ سازشوں پر سازشیں کرتے رہے، پلاننگ کرتے، منصوبے بناتے، آخر اس شقاوت پر بھی اتر آئے کہ نعوذ باللہ آپ کو شہید کر دیں مگر اللہ نے آپ کو اس سازش سے بچایا اور ہجرت کا حکم ہوا اور آپؐ ان کے بیچ سے بحفاظت نکل گئے، وہ سب کے سب ہکا بکا رہ گئے، جب کہ انہوں نے صبح آپؐ کے بستر پر برادر عم زاد اور داماد حضرت علیؓ بن ابی طالب کو پایا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم غار ثور پہنچ چکے تھے اور پھر وہاں سے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے اور مدینہ جب پہنچے تو دل و جان سے اہل مدینہ نے استقبال کی، انصار، قبیلہ اوس و خزرج کے مرد، عورتیں، بوڑھے، بچے سب ہی نے پلکیں بچھائیں اور فدائیانہ استقبال کیا، حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی قسمت اس وقت جاگ اٹھی جب قدرت کا فیصلہ ان کی میزبانی کا ہوا، حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی کئی ماہ آپ کے گھر رہے، پھر آپؐ نے مسجد بنائی، یہی مسجد نبوی ہے، جہاں ایک نماز کا ثواب ہزاروں نمازوں سے زیادہ ملتا ہے اور آپؐ نے اپنے قیام کا نظام بھی الگ بنایا، مگر مسجد سے متصل، مدینہ میں وہ صحابہ بھی آنے لگے جو مکہ سے آنے سے رہ گئے تھے اور وہ بھی یہاں کی راہ لینے لگے جو حبشہ چلے گئے تھے یا دوسرے مقام پر، دین کی تعلیم و تبلیغ کا کام خوشی سے اور کھل کر دونوں طرح ہونے لگا، مدینہ والے مکہ والوں کا وہ تعاون کر رہے تھے جو ایک گھر کے لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہیں، ایثار بھائی چارگی، دوسروں کی خواہشات کو اپنی خواہشات پر ترجیح یہ سب کچھ ایسا ہو رہا تھا جس کا آج سے پہلے تصور بھی محال تھا۔

شیطان ابلیس لعین نے آدم علیہ السلام سے حسد کیا تھا مگر اس کا حسد ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکا خود ہی حسد کی آگ میں جلتا بھنتا رہا، اب پھر اس نے سید ولد آدم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب و انصار سے حسد کیا آپس میں ان کے تعلقات پر کوئی آنچ اس کے حسد کی آگ کی نہ پڑی دوسروں کو بھڑکایا، ورغلایا اور جلایا، مکہ کے ہی کفار و مشرکین بھی بھڑکے اور انہوں نے اس کی ٹھان لی کہ مسلمانوں کو مدینہ میں بھی چین وسکون سے بیٹھنے نہ دیں گے، خود تیاری کرتے رہے، ہتھیار بند ہو کر پوری تیاری سے مدینہ کے قریب پہنچے اور دو دو ہاتھ کرنے کو چیلنج کیا، انصار بڑھے تو ان سے ہاتھ ملانے سے یہ کہہ پڑے کہ ہمارے ہم پلہ اور ہم سر آئیں، یعنی خاندان قریش کے ہی جیالے ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وکردار میں ایک روشن کردار یہ بھی تھا کہ آپؐ انعام واکرام کے وقت اپنے خاص افراد خاندان کو پیچھے رکھتے اور قربانی کے وقت اوروں سے آگے کرتے، چنانچہ حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب اور

حضرت علیؓ بن ابی طالب اور حضرت عبیدہؓ بن الحارث آگے آئے، مقابلہ ہوا، ان کے پاس مادی ہتھیار ضرور تھے مگر ان کے پاس دعا کا ہتھیار تھا، ایمان کی طاقت تھی، یہی بھاری پڑے، پھر کیا تھا باقاعدہ جنگ شروع ہوگئی، مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ تھی اور دشمن اس سے کہیں زیادہ ایک ہزار سے اوپر اور ہتھیار بند تھے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ ریز اور دعاو مناجات میں منہمک تھے اور دعا بھی عجیب کیف وجلال کی پوری الحاح وزاری، کمال عبدیت کے ساتھ "اللھم ان تھلک ھذہ العصابۃ لاتعبد" کہ بار الٰہ! اگر تیرا فیصلہ اس مٹھی بھر جماعت کے ختم کرنے کا ہی ہے تو تیری عبادت اس زمین پر نہ ہو سکے گی، اگر اللہ چاہتا تو پہلے ہی غلبہ دے دیتا اور دشمنوں کی ہمت بھی کچھ سوچنے کی نہ ہوتی، مگر اپنے پیارے نبیؐ سے یہ کہلا کر پوری امت محمدی کو یہ پیغام دیا کہ تمہارے جینے کا اور بقا کا ایک ہی مقصد ہے کہ تم اللہ کی بندگی کرتے رہنا اور دوسروں کو اللہ کی بندگی کی طرف بلاتے رہنا، یعنی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری اور دعوت وتبلیغ دین، یہ ہے مقصد حیات، بالآخر مسلمانوں کی طاقت ان کے ایمان ویقین، توکل واعتماد علی اللہ کی بدولت دوگنی، سہ گنی ہوگئی اور مزید فرشتوں کو بھیج کر بھی نصرت فرمائی اور خود اللہ رب العزت نے اپنے کلام پاک میں اس نصرت کا ذکر فرمایا اور فرمایا: "ولقد نصر کم اللّٰہ ببدر وانتم اذلہ" اس معجزانہ کلام نے دونوں نصرتوں کو واضح کیا۔

ایک وہ نصرت و مدد جو مقام بدر میں اللہ کی طرف سے ملی، ایسی صورت حال میں کہ مسلمان پست و کمزور اور بے حوصلہ تھے اور وہ غالب آ گئے اور وہ نصرت جو واقعہ بدر کے ذریعہ ملی اور دین اسلام غالب آ گیا، مسلمان طاقتور، باحوصلہ اور ناقابل شکست قوم خیال کیے جانے لگے اور "وانتم الاعلون ان کنتم مومنین" کی حقیقت آشکارا ہوگئی۔

مشرکین مکہ اب اس کے انتظام کی پلاننگ کرنے لگے اور مدینہ میں منافقین کا ایک گروہ اندر نقصان پہنچانے کی خرافات کرنے لگا، اب مسلمانوں کو خارجی فتنہ کے ساتھ داخلی فتنہ سے بھی سامنا تھا، گو اس فتنہ کی آگ دبی ہوئی تھی، واقعہ احد کے بعد جو واقعہ بدر کے ایک سال بعد پیش آیا، یہ آگ بھڑکتی دکھائی دی، احد پہاڑ کے دامن میں معرکہ حق و باطل پھر ہوا اور یہ معرکہ اتنا سخت تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک اسی معرکہ میں شہید ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب چچا سید الشہداءؓ حضرت حمزہؓ اور عظیم معلم صحابی حضرت مصعب بن عمیرؓ اسی میں شہید ہوئے۔

اس معرکہ میں مسلمانوں کو زیادہ قربانی دینی پڑی، نتیجہ یہی ظاہر ہوا کہ کفار نے پسپائی اختیار کی، لیکن یہ حقیقت ہے کہ احد کے واقعہ میں مسلمانوں کے لئے بڑا سبق ظاہر ہوا، اس سبق کو قرآن مجید میں مسلمانوں کے سامنے ظاہر کیا گیا ہے کہ ان سے جو کمزوریاں ہوئیں، جو ان کے قوی الایمان ہونے کی صورت میں نہیں ہونا چاہئے تھیں، ان کی طرف متوجہ ہوں، ان کمزوریوں میں جو اصل کمزوری تھی وہ یہ تھی کہ مسلمانوں کو کچھ غلط فہمی ہوئی اور پھر افواہیں پھیلیں اور افراتفری ہوئی، بعد میں مسلمان پھر سنبھل گئے لیکن اس کی وجہ سے کچھ نقصان اٹھانا پڑا اور حالات سے مسلمانوں کو یہ تنبیہ ہوگئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر چلنا ہی کامیابی کی شاہ کلید ہے۔

اس کے بعد اہم ترین معرکوں میں غزوۂ خندق ہے، اس کا پس منظر مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے یہ لکھا ہے:

"جب مختلف طریقوں اور سازشوں کے اختیار کرنے کے بعد بھی مسلمانوں کی طاقت اور مضبوطی کو توڑا نہ جاسکا تو مدینہ کے یہودی اور منافقین اور قریش اور ان کے ہم نوا قبائل ان سب نے مل کر ایک زیادہ زوردار اسکیم بنائی کہ ایک بڑی اور متحدہ فوج تیار کرکے مسلمان علاقہ پر حملہ کرکے مسلمانوں کی طاقت توڑ دی جائے۔" (رہبر انسانیت، ص:۲۴۵)

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہ متحدہ محاذ قائم ہوا اور پوری منصوبہ بندی کے ساتھ ایک فوجی معاہدہ کے تحت ذوالقعدہ ۵ ہجری میں چڑھائی کی، قریش کے چار ہزار آدمی تھے، غطفان کے چھ ہزار، مدینہ سے یہود بنی قریظہ الگ سے شامل ہوگئے، ادھر یہ بڑی تعداد تھی جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین ہزار افراد تھے، صورت حال پُر خطر تھی، حضرت سلمان فارسیؓ نے ایک بہترین مشورہ خندق کھودے جانے کا دیا، یہ مشورہ بڑا مفید ثابت ہوا، مسلمانوں کے صبر واستقامت اور ایمان وعزیمت کا سخت امتحان اللہ نے لیا اور پھر اللہ نے غیب سے مدد فرمائی، وہ اس طرح ہوئی کہ سخت آندھی آئی اور طوفان آیا اور دشمنوں کے خیمے اکھڑ گئے اور اللہ نے مسلمانوں کو فتح و غلبہ عطا فرمایا اور بغیر جنگ کے فتح حاصل ہوگئی اور دشمن مایوس بدحواس واپس ہوئے۔ مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے بہت درست تجزیہ کیا ہے:

"یہ آندھی طوفان کے ذریعہ مسلمانوں کی نصرت اس مہم کے شروع میں ہی ہو سکتی تھی کہ رضائے الٰہی کے لئے تین ہفتہ سخت خطرہ اور مشقت میں رکھا گیا، اس پوری مدت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت ذمہ دار اور قائد کے صورت حال پر پوری نظر رکھے ہوئے تھے۔"

(رہبر انسانیت، ص:۲۴۸)

یہود بنو قریظہ نے چونکہ بدعہدی کی تھی اور مسلمانوں کے دشمنوں سے دوستی کر کے مسلمانوں کا دوست بن کر دشمنی کی تھی، ان کی اس شرانگیزی اور شرارت کے سامنے آنے پر ان کی سرکوبی ضروری سمجھی گئی اور غزوۂ خندق سے فارغ ہوکر ان کی طرف رخ کیا گیا اور ان کا محاصرہ کر کے ان کا ضروری علاج کیا گیا۔

غزوۂ بنی المصطلق کا معاملہ بھی ایسا ہی ہوا کہ وہ لوگ جنگ کے لئے منصوبے بنانے لگے اور حملہ کی تیاری کر رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی ایک جماعت ان کی طرف بھیجی اور وہ دم دبا کر بھاگ گئے اور تتر بتر ہوگئے۔

صلح حدیبیہ:

عمرہ ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ کا سفر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع فرمایا، لیکن راستے میں مشرکین مکہ نے رکاوٹیں ڈالیں، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بطور سفیر کے مکہ پہنچے ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے بیعت رضوان لی، یہ مقام حدیبیہ میں ببول کے درخت کے نیچے لی گئی اور اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے، لوگوں کو حق کے لئے جان دے دینے کا عہد کرنے، بیعت کی دعوت اور تمام لوگ جوش و وارفتگی کے ساتھ آپؐ کے چاروں طرف جمع ہوگئے تھے، حضرت عثمانؓ کی بیعت غائبانہ لی، قریش کے کچھ لوگ حاضر ہوئے اور مصالحانہ بات چیت کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کو ترجیح دی جب کہ صحابہ جنگ کے لئے تیار تھے اور اس کے جوش وجذبہ سے سرشار تھے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم کردیا، دعوتی نقطۂ نظر سے یہ فیصلہ حق و باطل کے لئے فیصلہ کن معرکہ سے کم نہ تھا، اتنی بڑی تعداد میں قریب آنے کا ایک دوسرے کو موقع نہ ملا تھا، اس سے اسلام کو سمجھنے کا لوگوں کو موقع ملا اور خوب دین پھیلا۔

پہلی دعوت:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک پہلے دعوت و تبلیغ کا کام ہوتا اور صبر و استقامت کے لئے اس میں رکاوٹوں کو برداشت کرتے اور اپنا کام کرتے رہتے، دنیا کے امراء، سلطانوں اور شہنشاہوں کو خطوط لکھے اور دعوت اسلام دی، اس وقت کی بڑی سلطنتیں روم وایران تھیں اور مصر جس کو دنیا کے ممالک میں بڑی اہمیت حاصل رہی ہے، ان کے بادشاہوں میں ایران کے بادشاہ کا رویہ سب سے خراب رہا، اس کا بڑا برا انجام ہوا، روم ومصر کے بادشاہوں نے اچھے جوابات دیئے، یہ سب ہی ممالک اسلام کے زیرنگیں آگئے گو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آئے، خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں یہ سعادت مقدر تھی۔

فتح مکہ:

جہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نکلنے پر مجبور ہوئے، وہاں فاتحانہ داخل ہوئے مگر شان فاتحین کی نہیں تھی، نیاز مندانہ کیفیت، عفو و درگزر کرتے ہوئے، دشمنوں کو معافی کا پروانہ دیتے ہوئے، مخالفوں پر بہانہ بہانہ سے رحم و کرم کا معاملہ کرتے ہوئے داخل ہوئے، آپؐ کے ایسے وقت اس سلوک کا یہ اثر پڑا کہ بہت بڑی تعداد آپ کے اس طریقہ کو دیکھ کر ہی ایمان لے آئی، حضرت ابوسفیان کا ایمان لانا اسی وقت کا واقعہ ہے، جنہوں نے ہمیشہ مخالفین کی قیادت کی تھی اور حضرت ہندہ اسی وقت ایمان لائیں، جنہوں نے جنگ احد میں آپ کے محبوب چچا حضرت حمزہؓ کو شہید کروا کر ان کا کلیجہ چبایا تھا اور اس طرح دل کی بھڑاس نکالی تھی، اب اسلام پر فدا ہوگئیں۔

روم کے خلاف فوج کشی:

فتح مکہ کے بعد حنین کا واقعہ اہم ترین واقعہ ہے، جس میں مسلمان سخت طرح پر آزمائے گئے، جب کہ فتح مکہ سے پہلے غزوۂ موتہ کا معرکہ کوئی معمولی اہمیت کا حامل نہیں تھا، جس میں کئی بڑے جرنیل صحابہ شہید ہوگئے تھے، آخر میں حضرت خالد بن الولیدؓ نے کمان سنبھالی اور زبردست کامیابی حاصل کی تھی، اس کا پس منظر بھی واضح ہے کہ بصرہ کے حاکم شرحبیل غسانی نے اسلامی سفیر کو باندھ دیا تھا اور پھر شہید بھی کردیا، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوج روانہ فرمائی تھی، اسی معرکہ میں حضرت خالد کو سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کا خطاب ملا تھا۔

ان تمام معرکوں میں تبوک کا واقعہ بھی اہمیت کا حامل ہے، اس کا سبب بھی یہ ہوا تھا کہ رجب ۹ ہجری کو آپ کو یہ خبر ملی تھی کہ رومی عرب کی شمالی سرحدوں پر حملہ کی تیاری کر رہے ہیں اور عربوں کے ان کے ہم مذہب قبائل یکجا ہوگئے ہیں، شہنشاہ روم ہرقل پوری سرپرستی کر رہا ہے، جس کے سامنے موتہ میں شکست کا انتقامی جذبہ بھی ہے، گرمی کے سخت موسم اور حالات کی ناسازگاری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار فوجوں کے ساتھ مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے، تبوک پہنچ کر بیس دن قیام فرمایا، دشمنوں پر ایسا رعب طاری ہوا کہ ایلہ کے حاکم یوحنہ نے آکر صلح کرلی اور جزیہ دینے کی پیشکش کی، جو منظور ہوئی اسی طرح اور بھی دشمنوں کی ٹکڑیاں آتی رہیں اور جزیہ پر رضامندی ظاہر کرتی رہیں اور جنگ سے پسپائی اختیار کرلی، حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے رحم وکرم کی درخواست قبول کی اور خوب معافیاں دیں اور جنگ نہیں فرمائی، سورۂ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے واقعہ تبوک کا خوب ذکر فرمایا ہے، تمام غزوات، معرکوں، فوج کشیوں کا جائزہ لینے سے یہ بات صاف عیاں ہوجاتی ہے، کوئی بھی جنگ یا غزوہ بلاوجہ نہیں پیش آیا، مخالفین کی شرارت، دشمنوں کی عداوت، حکمرانوں کا غرور، ان سب غزوات کا بڑا پس منظر ہے، پھر بھی جہاں تک جنگ سے بچنا ممکن ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بچے اور بلاوجہ ایک انسان کا بھی خون بہنے نہیں دیا۔ ☆☆☆

مزارات پر حملے اور ریمنڈ ڈیوس

حضرت مولانا محمد ازہر مدظلہ

دو بے گناہ پاکستانیوں کو سرِ عام شہید کرنے والا ریمنڈ ڈیوس (جعلی نام) فی الحال سینٹرل جیل لاہور میں حکومت کی مہمان نوازی سے لطف اندوز ہو رہا ہے، پاکستان میں امریکا پرستوں نے ابتدا میں اسے جلد از جلد امریکا بھیجنے کی تیاریاں مکمل کر لی تھیں مگر زبردست عوامی احتجاج اور پنجاب حکومت نے رنگ میں بھنگ ڈال دی اور بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا، منصوبے کے مطابق وزیر داخلہ عبدالرحمن ملک نے ریمنڈ کی صفائی دیتے ہوئے قومی اسمبلی میں یہ کہا تھا کہ: ریمنڈ ڈیوس سفارتی ویزے پر تھا، پہلے ویزا امریکا میں قائم پاکستانی سفارت خانے اور امریکی ایجنسی نے دیا، بعد میں تمام ایجنسیوں کی سیکورٹی کلیئرنس کے بعد ہم نے جاری کیا، وفاقی حکومت پر سفارتی پاسپورٹ بدلنے کا الزام درست نہیں، ریمنڈ کے حوالے سے دفتر خارجہ میں کوئی فائل گم نہیں ہوئی، ضرورت پڑی تو تمام فائلیں پیش کر دیں گے۔

(نوائے وقت، ۲۲ فروری ۲۰۱۱ء)

وزیر داخلہ کے اس پر بیان کا مقصد ریمنڈ کو سفارتی استثنا کی آڑ میں امریکا بھجوانا تھا۔

پاکستانی وزیر داخلہ کے اس جھوٹ کا پول دو ہی دن بعد کھل گیا، جب برطانوی نشریاتی ادارے بی بی سی نے اپنی رپورٹ میں بتایا کہ امریکی حکام نے تصدیق کر دی ہے کہ لاہور میں دو پاکستانیوں کے قتل میں گرفتار امریکی اہل کار ریمنڈ ڈیوس امریکا کے خفیہ ادارے سی آئی اے کے لئے کام کر رہا تھا، دوسری طرف پاکستان کے خفیہ اداروں کے اہل کار نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر میڈیا کے نمائندوں کو بتایا کہ ریمنڈ ڈیوس کے پاس سفارتی پاسپورٹ نہیں تھا لیکن پاکستانی حکام یا امریکی سفارت خانے کا عملہ اس بارے میں واضح جواب دینے سے گریزاں ہے، پولیس کی تحویل میں موجود پاسپورٹ کے مطابق ریمنڈ ڈیوس پاکستانی ویزے پر متعدد بار پاکستان کا دورہ کر چکا ہے، پہلی بار وہ سنگل انٹری ویزے پر ستمبر ۲۰۰۹ء میں پاکستان آیا، پھر اس کے بعد جون ۲۰۱۰ء میں پاکستانی شہریوں کی شہادت کے واقعے سے صرف ایک ہفتہ پہلے وہ اسی ملٹی پل ویزے کی بنیاد پر پاکستان میں داخل ہوا تھا، پاکستانی وزیر داخلہ کے بیان سے پہلے امریکی صدر بارک اوباما بھی یہ جھوٹ بول چکے تھے کہ ریمنڈ ڈیوس پاکستان میں ہمارا سفارت کار ہے، جبکہ بی بی سی کی رپورٹ کے مطابق امریکا کے ذرائع ابلاغ کو کافی پہلے سے یہ علم تھا کہ ریمنڈ ڈیوس سی آئی اے کے لئے کام کر رہا تھا، لیکن ان کا کہنا تھا کہ انہیں اوباما انتظامیہ نے پاکستانی حراست میں ڈیوس کی زندگی کو لاحق خطرات کی وجہ سے یہ خبر دینے سے منع کر رکھا تھا لیکن اس کے بارے میں یہ تفصیلات اس وقت سامنے آئیں جب ایک برطانوی اخبار ''گارڈین'' نے اس کے سی آئی اے سے تعلق کے بارے میں خبر دی۔

(بی بی سی، ۲۴ فروری ۲۰۱۱ء)

پاکستانی تفتیش کاروں کو اس پر اسرار اور خطرناک امریکی اہل کار سے جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کے مطابق ریمنڈ ڈیوس کا اصل نام بائیکل جان فرینڈز ہے اور یہ پاکستان میں سی آئی اے کا اسٹیشن چیف ہے، تحقیقاتی اداروں کی اعلیٰ حکام کو ارسال کردہ رپورٹ کے مطابق ریمنڈ ڈیوس امریکی فوجی ہے جو کوراہم فائیو میں خدمات انجام دے رہا ہے، اسے پشتو، اردو، پنجابی، فارسی، ہندکو اور مراٹھی زبانوں پر عبور حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دسمبر ۲۰۱۰ء میں اسے پاکستان میں امریکی خفیہ ایجنسی کا اسٹیشن چیف مقرر کیا گیا، ریمنڈ ڈیوس اس وقت سی آئی اے چیف لیون پینٹا کی نگرانی میں کام کر رہا تھا، ریمنڈ ڈیوس نے لاہور میں امریکی قونصل جنرل کارمیلا کانرائے سے ملاقات میں ڈرون حملوں میں استعمال ہونے والی ایک چپ بھی حوالے کی، جس کے بعد ایک بار پھر پاکستان میں ڈرون حملوں کا سلسلہ جاری ہو گیا۔

(نوائے وقت، ۲۳ فروری ۲۰۱۱ء)

ریمنڈ ڈیوس کی سرگرمیاں کس قدر مشکوک اور خطرناک ہیں، اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اس نے ایک سال میں سات مرتبہ کراچی کا فضائی سفر کیا مگر ایک بار بھی فضائی سفر کے لئے اپنا نام استعمال نہیں کیا، مختلف جعلی ناموں سے سفر کرتا رہا، کراچی میں اس نے دو بڑے دینی مدارس کا دورہ کیا اور دو سیاسی اور قوم پرست تنظیموں کے عہدیداروں سے ملاقاتیں کیں، ان ملاقاتوں میں ریمنڈ ڈیوس نے بڑی رقوم بھی تقسیم کیں، اس طرح ریمنڈ ڈیوس کی فون

کالز کے ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے فون سے اکثر کالز جنوبی وزیرستان اور دیگر شورش زدہ علاقوں میں کی گئی ہیں، جس پر ایک انتہائی حساس ادارے کی ٹیم نے جانچ پڑتال کی تو کچھ مدارس میں ریمنڈ ڈیوس کے دوروں کا سراغ ملا کہ وہ خود کو برطانوی نومسلم (امریکی کیوں نہیں؟) ظاہر کرتا ہے اور جمعہ کے روز ملاقاتیں بھی کرتا رہا ہے۔ ذرائع کے مطابق ریمنڈ ڈیوس کے ۴۵ مزید ساتھیوں کا ایک گروپ ہے جو سیلاب کے دوران پاکستان آیا، وہ اپنے گروپ میں سینئر ایجنٹ انچارج کے طور پر کام کرتا رہا ہے اور اس کے پاس لاہور، سرگودھا اور ملتان ڈویژن ہیں۔ (نوائے وقت، ۶/فروری ۲۰۱۱ء)

قارئین کو یاد ہوگا کہ جولائی ۲۰۱۰ء میں لاہور میں حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کا تقدس مجروح کرکے مسلمانوں کے دو مسالک کے درمیان محاذ گرم کرنے کی کوشش کی گئی تھی، اس وقت بعض جذباتی افراد نے اسے دیوبندی، بریلوی چپقلش کا شاخسانہ قرار دے کر ہمدردیاں حاصل کرنے کی سعی کی تھی، مگر اس وقت بھی بالغ النظر اہل رائے حضرات نے یہ کہا تھا کہ کوئی مسلمان حضرت علی ہجویریؒ کے مزار پر بے گناہ افراد کو نشانہ نہیں بنا سکتا، یہ مسلکی لڑائی ہرگز نہیں بلکہ ان طاقتوں کی کارستانی ہے جو اپنے مفادات کی جنگ پاکستان میں لڑ رہی ہیں اور ہم اتنے سادہ دل ہیں کہ دوسروں کی لڑائی اپنی جیب سے پیسے خرچ کرکے لڑ رہے ہیں اور کشکول گدائی لے کر ہر کسی کے آگے دست سوال دراز کر رہے ہیں۔

ہماری دانست میں پاکستان میں مدارس، مساجد، عبادت گاہوں اور مزارات پر ہونے والے بم دھماکوں یا خودکش حملوں کے پیچھے ریمنڈ ڈیوس اینڈ کمپنی جیسی ایجنسیاں کارفرما ہیں، جنہیں پاکستان میں ہر طرف دندناتے پھرنے کی کھلی اجازت ہے، جبکہ را، موساد اور سی آئی اے جیسی غیرملکی ایجنسیوں پر کڑی نظر رکھنے کی ضرورت ہے کہ یہ ایجنسیاں اسلحہ اور رقوم کہاں کہاں تقسیم کرتی پھر رہی ہیں اور پاکستان کو کمزور کرنے کے لئے کیا کیا سازشیں کرتی ہیں، ہمیں اس پر غور کرنا چاہئے کہ آج جس جنگ سے امریکا اور برطانیہ اور ان کے حامی موالی راہ فرار اختیار کر رہے ہیں ہم اس آگ کو آگے بڑھ کر گلے سے لگا رہے ہیں، شہر لاہور کے قلب میں امریکی اہلکار کا آلہ جرم اور فساد فی الارض کے تمام ثبوتوں کے ساتھ دو افراد کو شہید کرکے رنگے ہاتھوں پکڑے جانا اور تفتیش کے بعد ہوش ربا معلومات کا ملنا، اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ امریکا پاکستان کا خیرخواہ، دوست نہیں۔

اب ریمنڈ ڈیوس کے چہرے سے جو یکے بعد دیگرے نقاب ہٹ رہے ہیں، اس کے مطابق ڈیوس ہی سی آئی اے کا مقامی نیٹ ورک مقامی افراد کے ذریعے قائم کرنے پر مامور تھا اور سی آئی اے کے اسٹیشن چیف کی حیثیت سے اس کی ذمہ داریوں میں قبائلی علاقوں اور خیبر پی کے میں قائم شدہ سی آئی اے نیٹ ورک چلانا اور مذہبی و دائیں بازو کی جماعتوں کے بارے میں معلومات فراہم کرنا تھا، یہ شخص قبل ازیں بلیک واٹر ازی کا تجربہ بھی رکھتا تھا، پاکستانی سی آئی اے کی جو ٹیم عسکریت پسندوں کی سرگرمیوں کی کھوج پر مامور ہے، اس کے تحفظ کی ذمہ داری بھی اس پر تھی۔ (نوائے وقت، ۲۴/فروری ۲۰۱۱ء)

گویا ریمنڈ ڈیوس ایک فرد کا نام نہیں، ایک مضبوط نیٹ ورک کا عنوان ہے، جس کا ایجنڈا پاکستان کو غیرمستحکم کرنا ہے، دوسری طرف پاکستان میں حکومت سی آئی اے کے مشترکہ آپریشنز سے علماء کے بدنی قتل (ٹارگٹ کلنگ) کے سانحات ظہور پذیر ہوئے۔ ان آپریشنز کے پیچھے بھی ریمنڈ ڈیوس اینڈ کمپنی جیسے گروہوں کی سازشیں کارفرما ہیں۔

اب تک حکومت نے سی آئی اے کو پاکستان میں کھل کھیلنے کا جو موقع فراہم کیا تھا، ریمنڈ ڈیوس کے واقعے نے اس کی پوری حقیقت قوم کے سامنے کھول دی ہے، اب حکومت کے سامنے ایک ہی محفوظ راستہ ہے کہ وہ ریمنڈ ڈیوس کو نہیں، امریکا کو پاکستان سے باہر نکالے اور ملک کو سی آئی اے کی تحویل میں دینے کے جرم پر قوم سے معافی مانگے، عوام خود اٹھیں گے تو امریکا کے ساتھ اس کے ہمنوا بھی اسی انجام سے دوچار ہوں گے، جس سے تیونس اور مصر کے حکمران دوچار ہو چکے ہیں اور لیبیا کے آمر کا عبرتناک انجام بھی زیادہ دنوں کی بات نہیں، اس وقت عوام کو ذلت و رسوائی کی دلدل میں دھکیلنے اور قومی دولت لوٹنے والے محض جمہوریت کے نام پر عوام کے سروں پر مسلط نہیں رہ سکیں گے۔

تازہ واقعہ وفاقی مسیحی وزیر برائے اقلیتی امور شہباز بھٹی کے قتل اور حالیہ بم دھماکوں کا ہے، بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ یہ پاکستان کو بدنام کرنے کی گہری سازش ہے، گویا ان واقعات کا مقصد دنیا کو یہ تاثر دینا ہے کہ پاکستان میں ”شدت پسندوں“ سے کوئی بھی شخص محفوظ نہیں، اس لئے ان کی سرکوبی ضروری ہے اور ان کی سرکوبی اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک ”ناموس رسالت“ کے قانون میں ترمیم نہیں کی جاتی، اس کا مطلب یہ ہے کہ امریکی، یورپی اور دیگر تمام سیکولر قوتیں ایک مرتبہ پھر حکومت پر اپنا دباؤ بڑھائیں گی کہ وہ ناموس رسالت کے قانون میں ترمیم کردے، اس لئے اب یہ دینی جماعتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ تحفظ ناموس رسالت کی تحریک کو کمزور نہ ہونے دیں اور اس طرح کی تمام سازشوں کو قوم کے سامنے بے نقاب کریں۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۰/مارچ ۲۰۱۱ء)

قادیانیوں سے گفتگو کا آسان طریقہ

مولانا توصیف احمد

اکثر دیکھا گیا ہے کہ قادیانی خصوصاً ان کے مربی جب مسلمانوں سے مذہبی گفتگو کرتے ہیں تو اپنی بھرپور کوشش کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ذات وشخصیت زیر بحث نہ آنے پائے بلکہ عام مسلمانوں کی ناواقفیت اور لاعلمی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت وحیات کا تذکرہ چھیڑ دیتے ہیں تاکہ مرزا غلام احمد کی بھیانک شکل مستور رہے۔ حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں قرآن واحادیث میں من مانی تاویلات اور دجل وتلبیس سے کام لے کر مخاطب کو کشش وپیچ میں مبتلا کردیتے ہیں، اس طرح ہماری نوجوان نسل کو شکار کرنا مشکل نہیں رہتا۔

قادیانیوں کو لاجواب کرنے کے لئے ہم یہاں چار باتیں ذکر کرتے ہیں، اگر کسی قادیانی سے گفتگو ہو تو اس حوالے سے ان سے بات کریں۔ انشاء اللہ! قادیانی آپ سے جان چھڑا کر سر پر پاؤں رکھ کر بھاگیں گے۔

پہلی بات: ہر سچے نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے سے پہلے تمام انبیاً کرام علیہم السلام کا احترام کرے اور دوسروں کو بھی ان کے ادب اور احترام کا درس دے، مگر جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق نہایت سوقیانہ اور گستاخانہ انداز اختیار کیا، چنانچہ مرزا نے اپنی کتاب دافع البلا میں لکھا:

’’مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی، بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے جسم کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی اسی وجہ سے خدا نے قرآن کریم میں یحییٰ کا نام حصور رکھا، مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔‘‘ (دافع البلاء ص:۴، روحانی خزائن، ج:۱۸، ص:۲۲۰ حاشیہ)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں ایسی گندی اور اہانت آمیز باتیں کرنے والا شخص نبی تو درکنار صاحب ایمان بھی نہیں ہوسکتا، بلکہ شرافت وتہذیب کے عام معیار کے مطابق اس کو ایک شریف اور مہذب انسان بھی نہیں کہا جاسکتا۔

دوسری اصولی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر کے لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ اپنے دعویٰ کی سچائی کے لئے بھول کر بھی کبھی جھوٹ بولے، مگر مرزا قادیانی نے دیدہ دلیری کے ساتھ بیسیوں مرتبہ جھوٹ کا سہارا لیا اور اللہ رب العزت، آپ پر بھی جھوٹ کی نسبت کی۔ صرف دو مثالیں پیش ہیں:

’’مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسماعیل علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا، کیونکہ وہ کاذب ہے۔‘‘ (اربعین، نمبر۳، ص:۹، روحانی خزائن، ج:۱۷، ص:۳۹۴)

ان دونوں بزرگوں کی کوئی ایسی کتاب موجود ہی نہیں، جس میں انہوں نے یہ بات کہی ہو، پوری قادیانیت کو چیلنج ہے وہ یہ مذکورہ عبارت ان بزرگوں کی کتابوں میں دکھادیں؟؟

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

دوسری مثال:

ضروری تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیشینگوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ: ’’مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا، وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیے جائیں گے اور اس کی سخت توہین

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون:2545573

کی جائے گی اوراس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔'' (اربعین نمبر۳، ص:۷، روحانی خزائن، ج:۱۷، ص:۴۰۵)

قرآن واحادیث کے اندر اس طرح کی بات اور پیشینگوئیاں مذکور نہیں ہیں۔ یہ مرزا قادیانی کی قرآن وحدیث پر تہمت زنی ہے۔ یہ سراسر جھوٹ، بہتان اورافتراء پردازی ہے۔

تیسری بات: اللہ کے سچے نبی جب بھی کوئی پیشینگوئی کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو پورا کردیتے ہیں، جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی نے جب بھی پیشینگوئی کی اللہ تعالیٰ نے اسے جھوٹا ثابت کیا، مثلاً: ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی کی عمر ۷۰ برس کے قریب تھی، مرنے کے قریب تھے، مرزا قادیانی نے اس کی حالت کو دیکھ کر پیشینگوئی جڑ دی اوراسے اپنی صداقت کے لئے بطوردلیل کے پیش کرنا چاہا، پیشینگوئی یہ تھی کہ:

''ڈپٹی عبداللہ آتھم پندرہ ماہ کے اندراندر مرجائے گا، جس کی میعاد ۵؍جون ۱۸۹۳ء سے ہے۔'' (شہادت القرآن، ص:۷۹، روحانی خزائن، ج:۶، ص:۳۷۵)

مرزا جی کی اس پیشینگوئی کے مطابق عبداللہ آتھم کو ۵؍ستمبر ۱۸۹۴ء تک مرجانا چاہئے تھا، مگر یہ پیشینگوئی پوری نہ ہوئی اور ڈپٹی عبداللہ اس کے بعد بھی تقریباً دو برس تک زندہ رہا اور ۲۷؍جولائی ۱۸۹۶ء کو فوت ہوا، اس کا اقرار خود مرزا قادیانی نے بھی کیا کہ ۲۷؍جولائی ۱۸۹۶ء کو عبداللہ آتھم کا انتقال ہوا۔ (انجام آتھم، ص:۱، روحانی خزائن، ج:۱۱، ص:۱)

عبداللہ آتھم کی دوسالہ زندگی کا ہر لمحہ اور سانس مرزا قادیانی کو جھوٹا ثابت کرتا رہا۔

چوتھی بات: اللہ کے کسی بھی پیغمبر سے یہ ناممکن ہے کہ وہ اپنے وقت کے ایسے لوگوں کی چاپلوسی کریں جن کا کام اسلام دشمنی ہو، مگر مرزا قادیانی نے اپنی محسن گورنمنٹ برطانیہ کی جو اطاعت وفرمانبرداری کی اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ اس کا اقرار کرتے ہوئے مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''گورنمنٹ انگریزی کے احسانات میرے والد بزرگوار میرزا غلام مرتضیٰ مرحوم کے وقت سے آج تک اس خاندان کے شامل حال ہیں، اس لئے نہ کسی تکلف سے بلکہ شکر گزاری اس معزز گورنمنٹ کی میرے رگ وریشہ میں سمائی ہوئی ہے۔'' (شہادۃ القرآن، ص:۸۲، خزائن، ج:۶، ص:۳۷۸)

اورمرزا نے گورنمنٹ برطانیہ کی تعریف میں آسمان اورزمین کے قلابے ملائے: ''ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیرخواہ ہیں، جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے، ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے؟ سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے اوراس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا، سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا، کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جس کو خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے، درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسرے کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے، بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے، کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے، اس سے جہاد کیسا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ:

محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے، سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں، یہی ہے کہ اسلام کی دو حصے ہیں، ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو، سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔''

(شہادۃ القرآن، ص:۱۴، روحانی خزائن، ج:۶، ص:۳۸۰)

☆☆..........☆☆

یاحیُّ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یاقیُّوم

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۝

سیرت نبوی ﷺ پر عمل کی نیت سے ڈاکٹر عبدالحئی عارفی ؒ کی تالیف ''اسوۂ رسول اکرم ﷺ'' کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

خصوصی گزارش: مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جانے والے حضرات سے حرم کعبہ اور روضۂ رسول ﷺ پر حاضری کے وقت خصوصی دعا اور سلام پیش کرنے کی درخواست ہے

نیک بنو، نیکی پھیلاؤ / دعا کا طالب: ایک اللہ کا بندہ Email:Muhammadatif78692@ovi.com

جھوٹے مدعیان نبوت... عہد بہ عہد

انتخاب: ابوفضالہ احمد خان

عقیدہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی اور اساسی عقائد میں سے ہے، خیرالقرون صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں امت اسلامیہ کا سب سے پہلا اجماع منکرین ختم نبوت کے کفروارتداد کے مسئلہ پر ہی ہوا۔ چونکہ نبی صادق و مصدوق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشنگوئی فرمائی تھی:

"سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔" (ابوداؤد، ترمذی)

ترجمہ: "عنقریب میری امت میں تیس بڑے دجال اور کذاب پیدا ہوں گے ان میں سے ہرایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے لیکن میں ہی آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

نام ونسب اورابتدائی حالات:

اصل نام عَیْہَلہ بن کعب بن غوث عنسی تھا، لیکن سیاہ فام ہونے کی وجہ سے اسود کے نام سے مشہور ہوگیا، مذحج قبیلہ کی شاخ عنس سے تعلق رکھتا تھا، اس لئے "عنسی" نسبت سے شہرت ہے، یمن میں کہف حنان نامی جگہ میں پیدا ہوا اور وہیں نشوونما پائی، شعبدہ بازی اور کہانت میں اپنا جواب نہ رکھتا تھا، اس کے پاس ایک سدھایا ہوا گدھا تھا، جو اس کے اشاروں پر "نیم قد" اور "سروقد" (سیدھا قد) کھڑا ہوجاتا اور سجدہ کا حکم پانے پر جھٹ سجدہ میں گر جاتا تھا اور کھڑے ہونے کے حکم پر فوراً کھڑا ہوجاتا تھا، اس طرح کی اعجوبہ نمائی اور کرشمہ سازی دکھانے کے ساتھ شیریں کلامی اور چکنی چپڑی باتوں سے لوگوں کو اپنا معتقد وگرویدہ بنالیتا تھا۔

علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ اس کے پاس ایک شیطان تھا جو اس کو رازہائے پوشیدہ سے باخبر کردیا کرتا اور بعض قبل ازوقوع امور کی بھی خبریں دے دیتا تھا۔ (العبر فی خبر من غبر، ۱۰/۱)

زمانہ دعویٰ نبوت اور اس کا پس منظر و پیش منظر:

اس نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے عین حیات ہی نبوت کا دعویٰ کیا، ۱۰رذی الحجہ میں کھل کر سامنے آیا اور اپنے سات سو جنگی گھوڑ سواروں کو علاقہ ہائے یمن کے حکام وعمال کی طرف (جوزیادہ تر صحابہ تھے) یہ پیغام دے کر بھیجا:

"ایھا المتمر دون علینا، امسکوا علینا ما أخذتم من ارضنا، ووفروا ما جمعتم فنحن اولیٰ بہ، وأنتم علی ما أنتم علیہ۔"

اس پیغام رسانی کے بعد وہ یمن کے نامی گرامی شہر نجران کی طرف متوجہ ہوا اور نجران کے باشندوں سے ساز باز کرکے دس ہی دنوں میں پورے نجران پر قابض ہوگیا اور عمرو بن حزام اور خالد بن سعید بن عاص کو وہاں کی امارت وحکومت سے بے دخل کردیا، بعدازاں یمن کے دوسرے بڑے شہر صنعا کا رخ کیا اور یہاں کے حاکم "شہر بن باذام" (جو یمن کے سابق حاکم باذام کے بیٹے تھے) سے مقابلہ کیا، شہر شہید ہوگئے اور صنعاء پر بھی اسود کا قبضہ ہوگیا... اس کے بعد یمن کے دوسرے علاقوں کا رخ کیا اور کامیاب رہا، رفتہ رفتہ اسود عنسی یمن کے تمام علاقوں پر فتح کے پرچم لہراتا ہوا، پورے یمن پر قابض ہوگیا۔ اسودی اقبال کا یہ عالم تھا کہ گویا فتح وظفر ہر وقت حکم کی منتظر رہتی تھی۔ مورخین ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

ترجمہ: "یمن مکمل طور پر اسود کے حیطۂ اقتدار میں چلا گیا، اس کی حکومت اس سرعت سے پھیلی جس طرح آگ گھاس پھوس کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک آناً فاناً پہنچ جاتی ہے، جب پہلی مرتبہ شہر بن باذام کے ساتھ اس کی مڈبھیڑ ہوئی تو اس وقت اس کے پاس صرف سات سو گھوڑ سوار تھے، لیکن اب اس کی سلطنت کو بڑا استحکام نصیب ہوا اور یمن کی بڑی تعداد مرتد ہوکر اس کی نبوت پر ایمان لے آئی۔" (البدایہ والنہایہ، جز سادس من المجلد الخامس، ص ۳۰۷)

یمن کے جب سارے علاقے اسود عنسی کے زیراقتدار آچکے تو اس نے اپنے قبیلے، مذحج پر عمرو بن معدیکرب کو اپنا نائب مقرر کیا اور فوج کا امیر وقائد قیس بن عبدیغوث کو مقرر کیا۔

اسود کا انجام:

اب اسود یمن کا بلاشرکت غیرے مالک بن چکا تھا، لیکن تخت پر بیٹھ کر اس میں پہلی سی تواضع اور منکسر

الامر اجی باقی نہ رہی تھی، اب وہ ہر وقت فرعونیت کا تاج پہنے: "انا ولا غیری" نشہ میں سرشار تھا، اسی "انا ولا غیری" کی رعونت کے سبب قیس بن عبدیغوث جو فوج کا امیر اور سپہ سالار تھا وہ اندرونی طور پر اسود سے سخت کبیدہ خاطر اور متنفر ہو چلا تھا اور اس کو قتل کرنے کے موقع کی تلاش میں تھا، فیروز دیلمی کے دل میں بھی اپنی عم زاد بہن آزاد (جو کہ مسلمان حاکم شہر بن باذام کی بیوی تھیں اور اسود جبراً وقہراً اسے اپنے محل میں رکھے ہوئے تھا) کو اس کے پنجہ استبداد سے نجات دلانے اور اس کا قرار واقعی انتقام لینے کے لئے اندر ہی اندر بری طرح لاوا پک رہا تھا۔ دوسری طرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے معاملہ کی خبر پہنچ چکی تھی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضر موت وغیرہ مقامات پر مسلم عمال و حکام کے پاس وبرہ بن تحسنس کے ہاتھوں ایک خط بھیجا، جس میں اہل ایمان کو اسود سے محاذ آرائی اور اس کے قتل کا حکم تحریر تھا، اس سے ارباب ایمان کے حوصلے بلند ہوئے اور وہ اسود سے جہاد کی تیاری میں مصروف ہو گئے، ادھر قیس اور اس کے ساتھیوں کو مسلمانوں کے ان ارادوں کا علم ہوا تو قیس بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مسلمانوں کے ساتھ مل گئی اور اسود اور اس کی حکومت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے پر سب نے عہد اٹھالیا۔ اسی دوران اسود کو اس کے شیطان نے قیس اور اس کے ساتھیوں کے ارادوں سے باخبر کردیا، چنانچہ اسود نے قیس اور اس کے ساتھی فیروز دیلمی اور جشیش دیلمی کو بلا بھیجا اور ان کو قتل کرنا چاہا، مگر انہوں نے دفع الوقتی سے کام لے کر اپنا پیچھا چھڑالیا اور اسود ان کو قتل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

قیس بن عبدیغوث، فیروز دیلمی، جشیش دیلمی خاموشی اور رازداری کے ساتھ پھر اسی ادھیڑ بن میں لگ گئے کہ اسود کو کب اور کس طرح نیست و نابود کردیا جائے۔

جشیش دیلمی نے قتل کے منصوبہ میں شہر بن باذام کی بیوہ آزاد (جس کو اسود نے جبراً وقہراً اپنی زوجیت میں لے لیا تھا اور وہ اسود سے دلی طور پر نفرت وکراہیت رکھتی تھی) کی مدد و معاونت ضروری سمجھی، جشیش نے آزاد سے بات کی اور وہ بخوشی ان کی شریک کار بن گئی، اور آزاد ہی نے قتل کی ترکیب بتائی۔

چنانچہ یہ تینوں آزاد کی مدد و راہنمائی سے ایک شب اسود کے محل میں نقب لگا کر گھسے، ان میں سے ہر ایک کو فیروز کی قوت پر زیادہ بھروسہ تھا، کیونکہ وہ ان میں سب سے زیادہ شہ زور اور قوی ہیکل تھا۔ انہوں نے فیروز کو اسود کی آرام گاہ کی طرف بھیجا اور خود پس وپیش کے حالات سے نمٹنے کے لئے گھات لگا کر بیٹھ گئے، جب فیروز اسود کی آرام گاہ کے دروازہ تک پہنچا تو اس نے بڑے زور سے خراٹوں کی آواز سنی اور دیکھا کہ آزاد پاس بیٹھی ہوئی ہے۔ اور بوالعجبی دیکھو کہ جیسے ہی فیروز دروازہ میں جا کر کھڑا ہوا اسود کے موکل نے اس کو اٹھا کر بٹھادیا، اب اسود اپنے شیطان کی طرف سے یوں گویا ہوا کہ فیروز! تجھے مجھ سے کیا سروکار ہے؟ جو تو یہاں آیا ہے؟ فیروز کو یہ اندیشہ ہوا کہ اگر اس وقت لوٹا اور موقع کو ہاتھ سے جانے دیتا ہوں تو وہ اور اس کے ساتھی بھی مارے جائیں گے اور آزاد بھی زندہ نہ بچے گی۔ اس لئے پھرتی کر کے اسود سے لپٹ گیا، فیروز بلند و بالا قوی الجثہ جوان تھا، اس نے اسود کی منڈی پکڑ کر اس طرح زور سے مروڑی جس طرح دھوبی کپڑے کو نچوڑتے وقت بل دیتا ہے اور معاً اس کی گردن توڑ ڈالی اور قصہ تمام کردیا، مرنے کے بعد اسود کے منہ سے اس طرح خرخر کی آواز آرہی تھی جیسے کوئی بیل ڈکارتا ہو، یہ عجیب وغریب آواز سن کر محل کے پہرہ دار دوڑے اور دریافت کرنا شروع کیا کہ یہ آواز کیسی ہے؟ آزاد نے آگے بڑھ کر انہیں اندر آنے سے روک دیا اور کہنے لگی خاموش رہو، ہمارے پیغمبر پر وحی نازل ہورہی ہے، وہ خاموش ہو کر باہر چلے گئے۔ فیروز نے باہر نکل کر اپنے ساتھیوں کو اسود کا کام تمام کرنے کی خوشخبری سنائی اس پر فیروز کے رفیق اندر دوڑے اور دیکھا کہ اسود کے منہ سے بدستور خرخر کی آواز آرہی ہے۔ جشیش نے بڑھ کر پیش قبض سے اس کا سر تن سے الگ کردیا۔ اس کے بعد علی الصبح اسود کو مارے جانے کی باقاعدہ منادی کی گئی اور جشیش دیلمی نے محل کی فصیل پر کھڑے ہو کر یہ ندا لگائی:

"اشھد ان محمداً رسول اللہ واشھد ان عیھلۃ کذاب۔"

اس ندا کے بعد مسلمانوں نے اسود کا سر کافروں کی طرف پھینک دیا، اسود کے قتل ہوتے ہی اسودی کافروں کے قدم اکھڑ گئے جو بھاگ سکتے تھے، بھاگ گئے، جنہوں نے کچھ مزاحمت کی ان کا بھی کام تمام کردیا گیا۔

فتنہ کی کل عمر:

اسود کا فتنہ تین چار مہینہ سے زیادہ ممتد نہیں ہوا، بہت جلدی صحابہ کرامؓ نے اسے کیفر کردار تک پہنچادیا اور اسود کا واقعہ قتل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پانچ یوم قبل پیش آیا اور آپؐ نے اپنی زبان حق ترجمان سے اس قتل کا انکشاف بھی فرمادیا تھا لیکن اس کی باقاعدہ اطلاع مدینہ میں آپ کی وفات کے دس دن بعد پہنچی، چونکہ خلافت صدیقی کے عہد کی یہ پہلی خوشخبری تھی، اس لئے امیر المومنین نے اس پر بڑی مسرت کا اظہار فرمایا۔

اسودی قرآن:

اسود مدعی نبوت تھا، اس لئے ضروری تھا کہ وہ کوئی آسمانی کلام بھی اپنے دام افتادوں کے سامنے پیش کرتا، اس نے قرآن پاک کی نقالی کرتے ہوئے کچھ عبارتیں لکھ رکھی تھیں، جنہیں اس کے پیرو قرآن مقدس کے مماثل خیال کرتے تھے۔ مثلاً لکھا تھا:

ترجمہ: "اترا اترا کر چلنے والیں اور مٹک مٹک کر چلنے والیں، سفید وزرد رنگ کی اونٹنیوں پر حج کرتی ہیں، اکٹھی ہو کر اور کبھی تنہا تنہا۔" (نعوذ باللہ من ذالک) ☆☆☆

قادیانی اعتراضات کے جوابات

آخری قسط

مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ

ایک شخص نے مرزا قادیانی سے سوال کیا آپ خود امام بن کر نماز کیوں نہیں پڑھاتے؟ مرزا قادیانی نے جواباً کہا کہ حدیث میں آیا ہے کہ مسیح جو آنے والا ہے وہ دوسروں کے پیچھے نماز پڑھے گا۔

(فتاویٰ احمدیہ ص۸۲ ج۱)

مرزائیوں کے جملہ تاویلات اور خیالات باطلہ کا بخوبی قلع قمع کرنے کے لئے یہ حدیث بھی ملاحظہ ہو: ”فینزل عیسیٰ ابن مریم فیقول امیرھم تعال‘ وصل لنا‘ فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة اللہ ھذہ الامة۔“

(مشکوٰۃ شریف باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

9:...... حضرت مہدی کا نام محمدؐ والد کا نام عبداللہؐ والدہ کا نام آمنہؐ سید ہوں گے‘ مدینہ طیبہ میں پیدا ہوں گے‘ مکہ کی طرف ہجرت فرمائیں گے‘ مسجد حرام کے اندر مقام ابراہیم کے قریب ان کی ہاتھ پر پہلی بیعت ہوگی‘ وہ بیعت بھی جہاد کے لئے ہوگی نہ کہ حرمت جہاد کی‘ وہ مسلمانوں کے امام ہوں گے۔ جامع دمشق میں نماز کی امامت کے لئے مصلی پر ہوں گے‘ اقامت ہو چکی ہوگی‘ تکبیر کہنے کے لئے وہ کانوں تک ہاتھ اٹھا چکے ہوں گے‘ اس وقت ان کی مدد کے لئے ایک شخص آسمانوں سے نازل ہوگا‘ اس کا نام عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔ غور فرمائیں دونوں کا نام‘ ولدیت‘ خاندان‘ مرتبہ و مقام الگ‘ دونوں کے آنے کا راستہ الگ‘ دونوں کی نشانیاں‘ کارنامے اور علامات جدا‘ جدا پھر یہ کہنا مہدی و عیسیٰ ایک شخص کے دو صفاتی نام ہیں کہاں کا انصاف ہے؟ جبکہ دنیا کا مسلمہ اصول ہے کہ ناموں میں استعارہ نہیں ہوتا۔

10:...... واحیی الموتی باذن اللہ (سورۃ آل عمران) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرنا یہ ایک معجزہ ہے اور معجزہ فعل خداوندی ہوتا ہے‘ جس کو قرآن میں بیان کیا ہے۔ اب مرزائی انکار کریں تو علاج کیا؟

11:...... اعتراض نمبر ۱۱ میں مرتدین کے لئے جو صحیح بخاری کی حدیث حوض کا حوالہ دیا گیا ہے‘ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ اس حدیث میں جن مرتدین کا ذکر آیا ہے‘ یہ وہی لوگ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جاہلیت کی روش پر لوٹ گئے تھے اور جن سے خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء نے جہاد کیا تھا‘ انہی مجاہدین کے حق میں قرآن مجید کی درج ذیل آیت میں موجود پیشینگوئی صادق آئی:

”یاایھاالذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم ....واللہ واسع علیم۔“

(سورۃ مائدہ:۵۴)

پس صحیح بخاری شریف کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے قبل مذکور ہے: ”ھم المرتدون الذی ارتد علی عھدا ابی بکر قاتلھم ابوبکر رضی اللہ عنہ“

(صحیح بخاری ص۴۹۰ ج۱)

یہ مرتدین (جن کا حدیث حوض میں ذکر ہے) وہی لوگ ہیں جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مرتد ہوگئے تھے اور جن کے خلاف حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جہاد کیا۔

امام خطابیؒ فرماتے ہیں: ”لم یرتد من الصحابة احد‘ وانما ارتد قوم من جفاة الاعراب ممن لانصرة لہ فی الدین وذالک لایوجب قدحاً فی الصحابة المشھورین‘ ویدل قولہ اصیحابی بالصغیر علی قلت عددھم۔“ (فتح الباری‘ کتاب الرقاق باب الحشر)

صحابہ کرام میں سے کوئی مرتد نہیں ہوا‘ ہاں اکھڑ قسم کے دیہاتیوں کی ایک جماعت مرتد ہوئی‘ جن کی دین میں کوئی نصرت نہیں تھی اور یہ بات مشہور صحابہؓ میں موجب قدح تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صیغہ تصغیر کے ساتھ اصیحابی فرمان ان مرتدین کی قلت کو بتلاتا ہے۔

کیا اس وضاحت اور تفصیل کے بعد بھی یہ کہنے کی جرأت کی جاسکتی ہے کہ تمام صحابیؓ عادل نہیں؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی اور قرب قیامت ان کے دوبارہ نزول کو اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ مثل مشہور ہے کہ ڈوبنے والا تنکے کو بھی سہارا سمجھتا ہے۔ قادیانی حضرات کی فطرت ہے کہ وہ آنجہانی‘ قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی ڈوبتی ہوئی‘ نبوت و رسالت اور مہدویت و مسیحیت کو بچانے کے لئے عجیب وغریب قسم کے بے ڈھنگے‘ بے

اسی طرح شاہ ولی اللہؒ کے قول سے بھی غیر تشریعی نبوت ثابت نہیں ہوتی‘ دلیل لائیں؟

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۳ اور ۲۸ کی جو عبارت پیش کی گئی ہے‘ اس سے بھی اجرائے نبوت کی دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔ درحقیقت یہ کتاب ہی عقیدۂ ختم نبوت کے موضوع پر علمی انداز میں لکھی گئی ہے۔ حضرت نانوتویؒ کے جملہ اگر بالفرض پر غور فرمائیں تو اشکال دور ہو جائے گا۔ جیسے قرآن پاک میں ہے: لو كان فيهما الهة الا الله لفسدتا. (فافهم)

۱۴:...... "ان لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق السموت والارض ينكسف القمر لاول ليلة من رمضان وتنكسف الشمس فى نصف منه." (دارقطنی) کے حوالے سے قادیانی گروہ کی یہ پیش کردہ روایت کیا از روئے روایت‘ بروئے درایت ہر دو اعتبار سے جھوٹی‘ بناوٹی اور جعلی ہے۔

روایت کی رو سے پہلے راوی عمر بن شمر کو محدثین کذاب‘ منکر الحدیث‘ متروک الحدیث‘ جھوٹی روایت معتبر راویوں کے نام سے بنانے والا وغیرہ لکھا ہے۔ دوسرے راوی جابر‘ نامعلوم یہ صاحب کون ہیں؟ اگر اس سے مراد (جابر جعفی ہے) تو اس کو بھی محدثین نے کذاب کا لقب دیا ہے‘ حتیٰ کہ یہ فقرہ ہر خاص و عام کی زبان پر مشہور تھا کہ فلاں شخص (جابر جعفی) کی طرح کذاب ہے۔ دیکھئے (میزان الاعتدال تہذیب التہذیب)

اس روایت کے جھوٹا ہونے پر خود مرزا قادیانی اور مولف مرزائی پاکٹ بک کی شہادت ملاحظہ ہو: "یہ روایت مہدی کے بارے میں ہے‘ مہدی کی سب حدیثیں ناقابل اعتبار اور قرآن شریف کے خلاف ہیں۔ ان میں اگر صحیح حدیث ہے تو یہی ہے: "لا مهدى الا عيسى" (اخبار الحکم ۲۳/ جولائی ۱۹۰۰ء صفحہ ۵ کالم ۳) محدثین نے باب مہدی کی سب احادیث کو مجروح قرار دیا ہے‘ لیکن ایک حدیث صحیح ہے: لا مهدى الا عيسى‘ (مرزائی پاکٹ بک ص ۳۵۴‘ کیوں نہ ہو مطلب جو ہوا)۔

درایت کی رو سے بھی اس کا جھوٹا ہونا اظہر من الشمس ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کہتا ہے: "قانون قدرت جب سے دنیا بنی ہے‘ اسی طرح ہے کہ چاند گرہن کے لئے ۱۳‘۱۴‘۱۵ اور سورج گرہن کے لئے ۲۷‘۲۸‘۲۹ کی تاریخیں مقرر ہیں۔ یہ نظام کبھی نہیں ٹوٹ سکتا۔" (ضمیمہ انجام آتھم نمبر ۴۷)

بخلاف اس کے اس جھوٹی روایت میں یہ لکھا ہے: ماہ رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا‘ اور سورج ماہ رمضان کے نصف کو گرہن ہوگا۔ اگر یہ صحیح ہو کہ اس روایت کے مطابق گرہن ہوا ہے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہ ہوتا‘ لیکن غضب تو یہ ہے کہ مرزا

ختم نبوت پروگرامز کراچی

زیر سرپرستی: ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ (نائب امیر مرکزیہ)

خصوصی بیان: شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ (مرکزی رہنما)

زیر نگرانی: حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی)

بیان: حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ (مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی)

شیڈول پروگرامز

نعت خواں: مولانا حافظ محمد اشفاق

۱۳ اپریل بروز بدھ	۱۴ اپریل بروز جمعرات	۱۵ اپریل بروز جمعہ	۱۶ اپریل بروز ہفتہ	۱۷ اپریل بروز اتوار
مدنی مسجد D-1 بلاک 9	جامع مسجد فلاح	حذیفہ مسجد	بلال مسجد (چھوٹی)	شمیم مسجد
اسلامی چیمبر والی گلی، کلفٹن	نصیر آباد، دستگیر کالونی ۱۴	بلدیہ ٹاؤن نمبر 9	اسکاؤٹ کالونی	دہلی کالونی

تکے استدلال پیش کرتے ہیں جب وہ قرآن وسنت کی روشنی میں مسترد ہو جاتے ہیں تو پھر اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کرتے ہوئے قرآن وسنت پر طرح طرح کے اعتراضات شروع کر دیتے ہیں جن کا کوئی ربط وضبط اور سر پاؤں نہیں ہوتا۔ چنانچہ آپ نے اندازہ کر لیا کہ مذکورہ بالا اعتراض میں رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کا کیا ربط ہے؟

ایں وی تجن واہ واہ
تے اوں وی تجن واہ واہ

۱۲:...... حیات عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ بالکل صحیح اور قرآن وسنت کے مطابق ہے اور اس پر امت کا اجماع ہو چکا ہے امام احمد بن حنبلؒ پر بھی قادیانیوں نے الزام لگایا ہے ورنہ ان کی کتاب مسند چھ ضخیم جلدوں میں موجود ہے جس میں مندرجہ ذیل صفحات پر رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ درج ہے۔ مثلاً صفحہ ۳۷۵ اور جلد دوم صفحات ۲۲، ۳۹، ۸۲، ۸۳، ۱۲۲، ۱۲۶، ۱۴۴، ۱۵۴، ۱۶۶، ۲۳۰، ۲۷۲، ۲۹۰، ۲۹۸، ۲۹۹، جلد سوم صفحات ۳۴۵، ۳۶۸ جلد چہارم صفحات ۱۸۱، ۱۸۲، ۲۱۶، ۲۱۷، ۳۲۹، ۳۹۰ جلد پنجم ۱۳، ۱۶، ۲۷۸ اور جلد ششم صفحات ۷۵ وغیرہ کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ جس سے کسی مسلمان کو اختلاف نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

رہا اجماع تو امت کا اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور جو لوگ شریعت محمدیہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک نے بھی اس کے خلاف نہیں کیا۔ اس کا انکار صرف فلاسفہ اور بد دینوں نے کیا ہے جن کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں اور امت کا اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ وہ نازل ہو کر شریعت کے مطابق عمل کریں گے۔ اگر چہ نبوت ان کے ساتھ قائم ہوگی اور وہ نبوت کے ساتھ متصف ہوں گے۔ (لوامع الانوار البہیہ ص ۹۴ ج ۲ مولف علامہ سفارینی)

اگر توفی کے نوع موت میں معین کرکے حضرت ابن عباسؓ نے متوفیک کے معنی ممیتک کے ہیں تو بموجب مذہب ابن عباسؓ آیت میں تقدیم و تاخیر ہوگی جیسے درمنثور ص ۱۵۶/ج ۱ میں مذکور ہے۔ حضرت ابن عباسؓ "رافعک ثم متوفیک فی آخر الزمان." (درمنثور)

تفسیر معالم میں ضحاکؒ شاگرد ابن عباسؓ سے اس کی تصریح موجود ہے اس آیت میں تقدیم وتاخیر ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ میں تجھ کو اپنی طرف اور اٹھاؤں گا اور کفار سے تجھے صاف بچالوں گا اور پھر آسمان سے اتارنے کے بعد وفات دوں گا۔

امام مالکؒ پر وفات مسیح کا الزام قادیانیوں کا لگایا ہوا ہے جو ایک بے سند قول کے ذریعہ لگایا۔ جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے یہ کیسے مان لیا جائے کہ (وقال مالک مات) میں مالک سے مراد امام مالکؒ ہیں جبکہ وہ تو حیات مسیح اور ان کے نزول کو بیان فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو: شرح اکمال الاکمال عتبیہ میں ۳۶۶ ج ا پر ہے: کہا مالکؒ نے، لوگ نماز کے لئے تکبیر کہہ رہے ہوں گے ایک بدلی چھا جائے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ چنانچہ آپ کے مقلدین بھی حیات مسیح کے معتقد ہیں علامہ زرقانی مالکی لکھتے ہیں: "رفع عیسیٰ وهو حی علی الصحیح." (مواہب لدنیہ)

بعض سلف کا یہ بھی مذہب ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمانوں پر اٹھائے جانے سے قبل سلا دیئے گئے تھے توفی کے یہ بھی ایک معنی ہیں: "وهو الذی یتوفکم باللیل." (سورہ انعام) پس اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ فی الواقع یہ امام مالکؒ کا قول ہے تو اس سے مراد سلانا ہوگا کیونکہ مات کے معنی لغت میں (نوم بھی ہیں) دیکھو قاموس ازالہ اوہام ص ۶۳۹، ۲۶۱

اسی طرح امام ابن حزمؒ پر بھی قادیانیوں کا الزام غلط ہے۔ قادیانیوں نے غیروں کی کتابوں کا سہارا لے کر ان پر جھوٹ باندھا ہے۔ حالانکہ وہ برابر حیات عیسیٰ علیہ السلام کے قائل ہیں۔ ملاحظہ ہو: "ان عیسیٰ ابن مریم سینزل." (المحلی ص ۹ ج ۱)

۱۳:...... حضرت علیؓ اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ پر قادیانیوں نے غیروں سے سنی سنائی باتوں کی بنا پر جھوٹ باندھا ہے اور الزام لگایا ہے کہ وہ غیر تشریعی نبوت کے اجراء کے قائل تھے اور اس کو جائز سمجھتے تھے کہ یہ سراسر ان ہر دو حضرات پر قادیانیوں کا الزام ہے اگر ہمت ہے تو جرأت کر کے کوئی صحیح دلیل پیش کریں۔

ابن عربیؒ وغیرہ کی تحریروں کا حوالہ دیتے ہوئے قادیانیوں کو شرم آنی چاہئے کیونکہ جس شخص کو مرزا قادیانی نے وحدۃ الوجود کا بڑا حامی قرار دیا اور رسالہ تقریر اور خط میں وحدۃ الوجودیوں کو ملحد زندیق وغیرہ قرار دیا ہے۔ قادیانی کس منہ سے آج ابن عربیؒ کی تحریروں کو قرآن وحدیث کے مقابل پیش کرکے اجرائے نبوت کی دلیل بناتے ہیں اور اس پر مزید لطف کی بات تو یہ کہ ان تحریروں میں بھی خیانت معنوی کی جاتی ہے کیونکہ ابن عربیؒ اور دیگر صوفیاء کی اصطلاح میں قادیانیوں کی طرح نبی دو قسم کے نہیں ہوتے ایک شریعت والے اور دوسرے بغیر شریعت کے بلکہ ان کے نزدیک سب کے سب نبی صاحب شریعت ہیں اس لئے وہ جملہ انبیاء کو رسول کہتے ہیں وہ جملہ انبیاء کو تشریعی نبی سمجھتے ہیں اور اولیائے امت کا نام غیر تشریعی نبی رکھا ہے۔ ملاحظہ کرلیں۔ (الیواقیت والجواہر ص ۲۵/۳۷ ج ۲)

موضوعات کبیر سے نقل کی گئی موضوع روایات کو ملا علی قاریؒ کے قول کی بیساکھیوں کا سہارا لے کر قرآن وسنت کے مقابل آنا اور اس سے اجرائے نبوت ثابت کرنا صرف قادیانی ٹولے کا کام ہے۔

شیخ احمد سرہندیؒ کے پیش کردہ قول کے کس جملہ سے اجرائے نبوت ثابت ہے وضاحت فرمائیں؟

قادیانی کے وقت جو گرہن ہوا ہے' وہ بھی اس روایت کے خلاف ہوا' چاند گرہن ۱۳/ رمضان کو اور سورج گرہن ۲۸/ رمضان کو ہوا' ملاحظہ ہو۔ (مرزائی پاکٹ بک ص ۳۸۸ وضمیمہ انجام آتھم ۴۶) جب گرہن اس روایت کے مطابق نہ ہوا' تو اس روایت کو بطور دلیل پیش کرنا سوائے قادیانیوں کے دجل و فریب کے اور کیا ہوسکتا ہے؟

یہ حدیث نبوی ہرگز نہیں' بلکہ امام محمد علی کا موضوع قول ہے' اس کو حدیث قرار دینا ظلم عظیم' اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قادیانی جھوٹ ہے اور نبی کریمؐ کے ارشاد کے مطابق اپنا ٹھکانا جہنم میں بنانے کے مترادف ہے۔

یہ امام باقر کا قول ہے' جسے خود مرزا قادیانی نے تسلیم کیا ہے' خسوف ...... امام باقر (محمد علی) سے مہدی کا نشان قرار دیا ہے۔ (ایام صلح ص ۸۰) فاتو برہانکم ان کنتم صادقین۔

یہ کہنا کہ گرہن خدا کی نشانیوں میں سے ہے کسی انسان کی زندگی اور موت سے اس کا کوئی تعلق نہیں' اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ کسی انسان کے مہدی ہونے یا نہ ہونے سے اس کا تعلق ہے؟

ماضی کے حوالہ سے پینتالیس سالہ قلیل مدت میں تین مرتبہ چاند وسورج کے گرہن کے اجتماع ایک نقشہ تاریخ وار پیش کیا جاتا ہے جسے دیکھ کر ہر صاحب علم اور ذی شعور انسان سمجھتا ہے' اگر اس اجتماع کو نشان قرار دیا جائے تو صرف ایک نشان ثابت ہوگا اور مذکورہ پیش کردہ روایت میں نہایت صاف طور سے دو نشانوں کی پیشینگوئی کی گئی ہے اور ہر ایک کو بے نظیر کہا ہے' اس لئے اگر ۱۳ اور ۲۸ رمضان کو گہن ہونا نشان ہے تو پیش کردہ روایت کے مطابق ایک گہن کو نشان ہونا چاہئے اور ہر ایک کو بے نظیر ہونا چاہئے' مگر ماضی کی تاریخ پر سرسری نگاہ ڈالنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ صرف پچاس برس کے مختصر عرصہ میں چاند رمضان کی ۱۳/ تاریخ کو پانچ مرتبہ گرہن ہوا۔ یعنی ۱۲۶۳ھ' ۱۲۹۱ھ' ۱۳۱۰ھ' ۱۳۱۱ھ' ۱۳۱۲ھ اور سورج گرہن ۲۸/ رمضان المبارک کو ۴۶ برس میں ۶ مرتبہ ہوا۔ اور ان دونوں کا اجتماع ان تاریخوں میں تین مرتبہ ہوا' پھر کیا یہ گہن نشان اور معجزہ ہوسکتے ہیں؟ ذرا ہوش کرکے قادیانی جواب دیں؟

۱۵:...... علامات قیامت اور نزول مسیح علیہ السلام کو پڑھنے کے بعد آپ کے ذہن میں حدیث نمبر ۲۷ اور ۸۹' ۹۰ کے حوالہ سے جو یہ سوال پیدا ہوا ہے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام آگ پر پکائی کوئی چیز نہیں کھاتے تھے تو پھر پرندوں کا شکار کیوں کرتے تھے؟

ان حدیثوں کی صحت اور عدم صحت پر بحث کئے بغیر صرف اتنا عرض ہے کہ یہ بات آپ نے کہاں سے اخذ کرلی کہ وہ شکار کرکے خود ہی کھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا نبی سخی اور مہمان نواز ہوتا ہے' کیا شکار کرکے دوسروں کو کھلانا' یا مہمان نوازی کرنا' ناجائز اور گناہ ہے؟

۱۶:...... کتاب مذکورہ کی حدیث نمبر ۵ جو مسلم' ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ کے حوالہ سے درج ہے' جس سے آپ کے ذہن میں عیسیٰ علیہ السلام پر دوبارہ نزول کے بعد وحی کی نوعیت کے سلسلہ میں سوال پیدا ہوا۔ جواباً عرض ہے۔

قرآن مجید میں ہے: "واوحینا الی ام موسیٰ. واوحی ربک الی النحل."

محترم بھائی جاوید اقبال صاحب!

امید ہے' آپ کے پیش کردہ قادیانی اعتراضات کے تسلی بخش جوابات آگئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دینی خدمات کو قبول فرماکر نجات اخروی کا ذریعہ بنائے اور عقیدۂ ختم نبوت کے سلسلہ میں آپ کو مزید ہمت اور جرأت سے قادیانیت کا مقابلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆

ہر دور میں چشم فلک نے دیکھا کہ گستاخ رسول کا انجام کیا ہوا؟ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

میلسی، جلہ جیم...۶ رفروری بروز اتوار بعد نماز عشاء جامع مسجد مدرسہ مخزن العلوم کنز احمد کہروڑپکا میں ختم نبوت کانفرنس منعقد کی گئی، جس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسئلہ ختم نبوت دین کی بنیاد ہے،اس کے بغیر کسی مسلمان کا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔ مولانا نے کہا کہ اس مسئلہ کے تحفظ کے لئے ہزاروں مسلمانوں نے اپنے سینوں میں گولیاں کھائیں مگر عقیدہ ختم نبوت پر آنچ نہیں آنے دی۔ اس کانفرنس میں نعتیہ کلام ناصر محمود جھنگوی نے پیش کیا۔ صبح کی نماز کے بعد مولانا شجاع آبادی نے مسجد ہذا میں درس قرآن دیا۔ ۷رفروری کو مولانا جلہ جیم تشریف لے آئے۔ جلہ جیم کے تمام مدارس کا مختصر دورہ کیا اور مدارس کے لئے دعا فرمائی۔ مولانا کا خاصا وقت دفتر دارالقرآن ٹرسٹ میں گزرا۔ مغرب کی نماز کے بعد دفتر دارالقرآن ٹرسٹ میں پریس کانفرنس ہوئی اور پھر عشاء کی نماز کے فوراً بعد جامع مسجد عثمان غنیؓ میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا آغاز ہوا۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت قاری محمد عمر نے حاصل کی۔ ناصر محمود جھنگوی اور متعلم جامعہ الفاروق نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ اس موقع پر مولانا غلام شبیر نے عقیدہ ختم نبوت پر تفصیلی بیان کیا، بعد میں مولانا شجاع آبادی نے اپنے خطاب میں کہا کہ جب بھی کسی گستاخ رسول نے آقائے دوجہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کی تو چشم فلک نے دیکھا کہ اس گستاخ رسول کا انجام کیا ہوا؟ جہاں گستاخ رسول کو کیفر کردار تک پہنچانے والے شمع رسالت کے پروانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا وہاں شاتم رسول کو بچانے کے لئے نام نہاد مسلمانوں نے اعلیٰ حکام تک سفارشیں کیں۔ مولانا سید خادم حسین شاہ نے مجلس ذکر کرائی، کانفرنس میں مدارس کے تمام منتظمین حضرات نے خصوصاً مولانا حسین احمد طارق، مولانا محمد رفیق جامی، مولانا نور محمد اطہر، مولانا عبدالستار، قاری حق نواز، قاری محمد رمضان، قاری ظفر اقبال اور قاری محمد بلال نے شرکت کی۔ تمام پروگراموں کا انتظام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جلہ جیم کے محترم محمد سلیم جلوی نے کیا۔

تیسری قسط

مولانا مجاہد مختار

قادیانی دجل وفریب

پختون آباد کراچی میں قادیانیوں نے گزشتہ دنوں ایک پمفلٹ خفیہ طور پر تقسیم کیا، جس کی ایک کاپی کسی ساتھی نے دفتر ختم نبوت کراچی میں پہنچائی۔

مولانا مجاہد مختار مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی نے اس گمراہ کن پمفلٹ کے ہر ہر سوال کا مختصر اور مدلل جواب تحریر کیا، وہ سوال وجواب ملاحظہ فرمائیں:

قادیانیوں نے اپنے پمفلٹ میں ''وفات عیسیٰ پر اجماع صحابہ'' کے عنوان سے دلائل دیئے ہیں، حالانکہ حضرات صحابہ کرامؓ پر یہ اتنا بڑا افترا اور بہتان ہے کہ اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔

مرزائی لکھتے ہیں کہ:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو خطبہ دیا، اس میں بھی صرف موت اور قتل پر حصر کیا گیا ہے، رفع کا اس میں تذکرہ نہیں ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپؐ سے پہلے انبیاء کے ساتھ بھی صرف یہی دو صورتیں پیش آئی ہیں، تیسری کوئی صورت (رفع والی) پیش آئی، نیز صحابہ کرامؓ کا ان کی تقریر پر خاموش ہوجانا یہ ایک اجماعی بات ہوگئی۔''

۱: جواب . . . مرزا قادیانی کو خود اعتراف ہے کہ حضرت عمرؓ کے جس ارشاد کے جواب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تقریر فرمائی، اس میں رفع عیسیٰؑ کا ذکر تھا۔ چنانچہ مرزا قادیانی اپنی کتاب تحفہ غزنویہ، ص:۴۸، روحانی خزائن، ج:۱۵، ص:۵۸۰ پر لکھتا ہے:

''اور ملل ونحل میں شہرستانی میں اس قصہ کے متعلق یہ عبارت ہے:

''قال عمر بن الخطاب من قال ان محمداً مات فقتلته بسيفي هذا وانما رفع الى السماء كما رفع عيسىٰ ابن مريم۔''

(الملل والنحل، ص:۱۵)

ترجمہ: ''حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا کہ جو یہ کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے ہیں تو میں اس کو اپنی اس تلوار سے قتل کردوں گا، وہ تو آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں، جیسے عیسیٰ علیہ السلام آسمان کی طرف اٹھائے گئے تھے۔''

یہاں پر حضرت عمرؓ نے رفع عیسیٰؑ کو مقیس علیہ بنایا ہے اور رفع محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مقیس، اور جواب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے صرف مقیس کی نفی فرمائی ہے مقیس علیہ کا رد نہیں فرمایا، کیونکہ وہ سب کے نزدیک ثابت شدہ بات تھی اور صحابہ کرامؓ کا اس بات پر خاموش ہوجانا یہ اجماع صحابہ ہے، اس بات پر کہ رفع عیسیٰؑ تو ثابت ہے البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح رفع نہیں ہوا۔ لہٰذا یہ واقعہ اس امر پر صریح دلیل ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ، حضرت عیسیٰؑ کے رفع جسمانی کے قائل تھے اور سب کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمان پر موجود ہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ حضرت عمرؓ نے اس طرح کیوں فرمایا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ غم کی وجہ سے نڈھال ہوگئے تھے: ''وكان من الحزن كالمجانين'' آپ شدت غم سے دیوانے سے ہوگئے تھے۔ (تحفہ غزنویہ، ص:۵۵، خزائن، ج:۱۵، ص:۵۸۸)

۲: جواب . . . حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر صحابہ کرامؓ کے اجماع کا دعویٰ اس لئے بھی غلط ہے کیونکہ مرزائیوں کا پیشوا خود اس بات کا انکاری ہے جیسا کہ ہم پہلے یہ حوالہ پیش کرچکے ہیں کہ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''اے حضرات مولوی صاحبان! جبکہ . . . اور ابتدا سے آج تک بعض اقوال صحابہؓ اور مفسرین بھی اس کو مانتے ہی چلے آئے ہیں تو اب آپ لوگ ناحق کی ضد کیوں کرتے ہیں۔'' (ازالہ اوہام، ص:۳۶۹، خزائن، ج:۳، ص:۲۵۱)

مرزا کا ''بعض اقوال صحابہ'' کے الفاظ لکھنا یہ دعویٰ اجماع کی کھلی تردید نہیں ہے؟ دوسری بات یہ کہ ہمارا قادیانیوں کو چیلنج ہے کہ کسی ایک صحابیؓ کا

قول نقل کریں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور اس قول کے مخالف اس صحابیؓ کا کوئی دوسرا قول نہ ہو، ورنہ ہم قادیانیوں کے سامنے اقوال صحابہؓ بر حیات عیسیٰ پیش کرتے ہیں۔

تیسری بات یہ کہ کوئی ایک حدیث جس میں مات عیسیٰ، لاینزل من السماء یا حضرت عیسیٰ کی وفات کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہو، دکھادیں اگر چہ ضعیف ہی کیوں نہ ہو، قیامت تک نہیں دکھا سکتے کیونکہ کتب احادیث میں وفات عیسیٰ کا باب ہی سرے سے نہیں ہے۔ حیات عیسیٰ کے ابواب تو کتب احادیث میں بکثرت ملیں گے، لیکن وفات عیسیٰ کا باب حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ملے گا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ: ''عیسیٰ زندہ ہیں'' جبکہ قادیانی کہتے ہیں کہ فوت ہوگئے۔ فیصلہ آپ خود فرمائیں کہ صادق اور امین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سچی ہوگی یا جھوٹے قادیانیوں کی؟ اختصار کے پیش نظر صرف ایک حدیث شریف پیش کرتا ہوں، یہ حدیث بخاری شریف ج:۱، ص:۴۹۰ پر باب نزول عیسیٰ ابن مریم اور مسلم شریف، ج:۱، ص:۸۷ باب نزول عیسیٰ ابن مریم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''والذی نفسی بیدہ
لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم
حکما عدلا فیکسر الصلیب
ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة
ویفیض المال حتی لایقبلہ احد
حتی تکون السجدة الواحدة خیر
من الدنیا وما فیھا ثم یقول ابو
ھریرةؓ واقرأوا ان شئتم وان من
اھل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته
ویوم القیامة یکون علیھم شھیدا'
(النساء:۱۵۹)

ترجمہ: ''قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عنقریب تم میں عیسیٰ ابن مریمؑ حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے، پس صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کردیں گے، جزیہ موقوف کردیں گے اور مال و دولت کی ایسی فراوانی ہوگی کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا، حتی کہ ایک سجدہ (اس وقت کے لوگوں کے نزدیک) دنیا ومافیہا سے بہتر ہوگا، پھر ابو ہریرہؓ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم اس کی تصدیق قرآن مجید سے چاہو تو پڑھو: ''اور نہیں رہے گا کوئی اہل کتاب میں مگر ایمان لائے گا عیسیٰ پر عیسیٰ کے مرنے سے پہلے اور قیامت کے دن عیسیٰ ان پر گواہ ہوں گے۔''

حضرت ابو ہریرہؓ یہ حدیث براہ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت فرماتے ہیں اور ابو ہریرہؓ جو مسجد نبوی میں درس حدیث دیا کرتے تھے اور اکثر اس حدیث کو پڑھتے تھے، اگر صحابہ کرامؓ کا عقیدہ وفات عیسیٰ کا ہوتا تو مسجد نبوی میں درس کے دوران کوئی تو ٹوکتا، اسی طرح صحابہ کرامؓ نے کم از کم ایک سو بارہ احادیث روایت کی ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ اگر حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ صحابہ کرامؓ کا نہ ہوتا تو وہ اتنی زیادہ احادیث حیات عیسیٰ کی کیوں نقل کرتے؟؟؟

خلاصہ یہ کہ تمام صحابہ کرامؓ کا عقیدہ حیات عیسیٰ کا تھا اور اب قادیانی سیدھے سادے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے دھوکا، فریب اور جھوٹ سے کام لے رہے ہیں اور قرآن وحدیث کو پس پشت ڈال کر ادھر ادھر کی بے تکی مار رہے ہیں۔

ہمارا قادیانیوں کو چیلنج ہے کہ وہ کتب احادیث میں سے کسی ایک کتاب میں ''وفات عیسیٰ'' کا باب دکھائیں؟

۲:... کسی حدیث میں عیسیٰ سے متعلق ''مات عیسیٰ'' کے الفاظ دکھائیں؟

۳:... ''لا ینزل عیسیٰ'' کے الفاظ ہی ذخیرہ احادیث میں سے کسی میں دکھادیں؟

۴:... چودہ سو سالہ مجددین کو ہی معیار بنالیں، جن کی تصدیق ان کے پیشوا نے کی؟

۵:... کوئی ایک روایت پیش کریں کہ جس میں صراحت موجود ہو کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان کی طرف زندہ نہیں اٹھایا گیا۔

''صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے''

(جاری ہے)

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

تفصیلی رپورٹ: مفتی محمد طاہر مکی

تیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس، ٹنڈو آدم

امریکی کانگریس قانون توہین رسالت میں تبدیلی پر دباؤ ڈالنے اور ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت سے باز رہے: شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی

☆...... حکومت توہین رسالت قانون پر غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے امریکی دباؤ مسترد کردے: صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر

☆...... قادیانی ہماری آئین کی پاسداری کو کمزوری نہ سمجھیں: صاحبزادہ مولانا خواجہ عزیز احمد

☆...... شہباز بھٹی قتل کو سلمان تاثیر کے ساتھ نہ ملایا جائے: حافظ حسین احمد

☆...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت روز روشن کی طرح عیاں ہے: شیخ الحدیث مولانا عبدالغفور قاسمی

☆...... پاکستان میں امریکی مداخلت ہر طرح سے مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے: علامہ احمد میاں حمادی

ٹنڈو آدم.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۲؍مارچ ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ کو تیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس شاہ عبداللطیف ہائی اسکول گراؤنڈ ٹنڈو آدم میں بعد نماز عشاء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم کی سرپرستی میں منعقد ہوئی۔ نائب امیر مرکزیہ صاحبزادہ مولانا خواجہ عزیز احمد، تحریک ناموس رسالت کے رہنما مولانا ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر، سابق سینیٹر حافظ حسین احمد، شیخ الحدیث مولانا عبدالغفور قاسمی اور ملک بھر سے جید علمائے کرام، کارکنان ختم نبوت اور عاشقان مصطفیٰ شریک ہوئے، تلاوت کلام پاک اور حمد و نعت شریف کے بعد پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

امیر مرکزیہ شیخ الحدیث، مخدوم العلماء، مولانا عبدالمجید لدھیانوی نے مختصر خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ تحفظ ختم نبوت کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگادیں گے، ماضی میں بھی ہم نے قربانیاں دیں اور اب بھی تیار ہیں امریکا اور مغربی ممالک مسلمانوں کے جذبات کا احترام کریں، توہین آمیز خاکوں میں بھی امریکا اور مغرب نے مسلمانوں کی دل آزاری کی ہے، انہوں نے امریکی کانگریس کی جانب سے توہین رسالت آئین میں تبدیلی کا دباؤ بڑھانے کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ امریکی کانگریس ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت سے باز رہے، انہوں نے تحریک تحفظ ناموس رسالت کمیٹی کے چیئرمین ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر زبیر سے کہا کہ وہ فوری طور پر کمیٹی اجلاس بلوا کر ردعمل کا اظہار کریں انہوں نے کہا کہ مذکورہ کمیٹی بحال رہے گی اور تمام جماعتوں کے نمائندگان صاحبزادہ ابوالخیر زبیر کی سرکردگی میں حالات پر نظر رکھیں گے، اگر حکمرانوں نے امریکی دباؤ میں آکر قانون میں ترمیم یا اسے غیر موثر کرنے کی کوشش کی تو ماضی کی ریلیوں سے بڑی ریلی اب اسلام آباد میں نکالیں گے، امیر مرکزیہ نے کانفرنس کی کامیابی پر علامہ احمد میاں حمادی اور رفقائے کار اہلیان شہر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس توقع کا اظہار کیا کہ آئندہ بھی تحفظ ناموس رسالت کے مسئلے پر اہلیان شہر زندہ دلی کا مظاہرہ کرتے رہیں گے۔

صاحبزادہ ابوالخیر زبیر نے کہا کہ توہین رسالت قانون میں امریکی مداخلت پر بہت جلد تحریک تحفظ ناموس رسالت کا اجلاس بلوا کر آئندہ کے لائحہ عمل کا اعلان کیا جائے گا، انہوں نے کہا کہ مسلمان حرمت رسول پر مرمٹنے کو تیار ہیں، حکومت اس مسئلے پر غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے امریکی دباؤ کو مسترد کردے، بصورت دیگر مسلمان راست اقدام اٹھانے پر مجبور ہوں گے۔ مرکزی نائب امیر ختم نبوت ابن خواجہ خان محمدؒ صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد نے اپنے خطاب میں کہا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کی قادیانیوں سے کوئی ذاتی مخاصمت نہیں، ہم آج بھی قادیانیوں کو دعوت اسلام دیتے ہیں کہ وہ مرزا قادیانی پر لعنت بھیج کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہوجائیں تو ہمارے بھائی ہیں، لیکن اگر وہ آخری نبیؐ کی ختم نبوت کے انکار پر اصرار کریں گے تو ہم ان کا تعاقب جاری رکھیں گے، انہوں نے قادیانیوں سے کہا کہ ہماری آئین کی پاسداری کو کمزوری نہ سمجھیں اور قادیانی آئین کے دائرے میں ہی رہ کر اپنے حقوق کا مطالبہ کرسکتے ہیں۔

کانفرنس کے نگران علامہ احمد میاں حمادی نے کہا کہ ایف آئی اے جیسا اہم ادارہ اور اس کا ڈائریکٹر جنرل وسیم احمد سکہ بند قادیانی ہے اس کو ایف آئی اے کا سربراہ بنایا جانا افسوس ناک عمل ہے، اور سپریم کورٹ کے حکم کے باوجود حکومت کی جانب سے

یہ جواب کہ اس کا ڈائریکٹر رہنا ضروری ہے، بجھو سے بالا تر اور سپریم کورٹ کے فیصلے کا مذاق ہے، پی پی کو کم از کم اس قسم کی حکمت عملی اور اشتعال انگیزی سے گریز کرنی چاہئے، پی پی پی کے قائد بھٹو نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا حکومت کے اس جواب پر تو بھٹو کی روح بھی تڑپ اٹھی ہوگی۔ پاکستان میں امریکی مداخلت ہر طرح سے مسلمانوں کیلئے لمحۂ فکریہ ہے، انہوں نے کہا کہ پاکستان میں امریکی مداخلت کا سب سے بڑا ثبوت ریمنڈ ڈیوس ہے اسے فی الفور پھانسی دینا قوم کے دل کی آواز ہے۔

مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور صاحبزادہ مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی نے کہا کہ مسلمانوں کا اتحاد وقت کی ضرورت ہے فرقہ واریت پھیلانے والے امت مسلمہ کو کمزور کرنے کی سازشوں میں لگے ہوئے ہیں، قوم کبھی بھی فرقہ واریت پھیلانے والوں کو معاف نہ کرے گی، امت مسلمہ اپنے اتحاد کے ذریعے ہی ہر مقصد میں کامیابی حاصل کرسکتی ہے، انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ قادیانی کمپنی شیزان کی تمام مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں، کیونکہ قادیانی کمپنیاں مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لئے مالی امداد مہیا کرتی ہیں۔

سابق سینیٹر حافظ حسین احمد نے کہا کہ شہباز بھٹی قتل کو سلمان تاثیر کیس کے ساتھ نہ ملایا جائے، سلمان کھلم کھلا توہین رسالت کا مرتکب ہو چکا تھا، جبکہ بھٹی نے اقلیتی وزیر ہونے کے باوجود اس مسئلہ پر اتنی زبان درازی نہ کی جتنی مسلمان کہلوانے والے گورنر نے کی، انہوں نے وزیر داخلہ عبدالرحمان ملک سے کہا کہ وہ سورۂ اخلاص غلط پڑھنے کا غصہ مدارس پر نہ اتاریں بلکہ وہ آجائیں تو ہم انہیں اس سے بھی چھوٹی سورت یاد کروادیں گے، دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں پاکستان کی دینی سرحدات کے محافظ ہیں، وزیر داخلہ الزام تراشی کے بجائے حقائق کو مدنظر رکھیں، علماء خود دہشت گردی کا شکار ہیں، مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ سے لیکر مفتی سعید احمد جلالپوری شہیدؒ تک کونسا ایسا عالم ہے جو محفوظ ہو، علماء خود تو محفوظ نہیں وہ دہشت گردی کروا رہے ہیں؟ میں وزیر داخلہ کو اچھی طرح جانتا ہوں، دو منٹ میں بیان بدل دیتے ہیں، یہ ان کا ہی بیان تھا کہ ''کوئی میرے سامنے توہین رسالت کرے تو میں اسے قتل کردوں گا'' اب قوم فیصلہ کرے کہ سلمان تاثیر کو قتل کرنے والا مجرم ہے؟ دینی مدارس پر زبان درازی اور الزام تراشی بند کی جائے، انہوں نے کہا کہ ہم قادیانیوں کو آئین میں رہنے کی تلقین کرتے ہیں جبکہ وہ آئین کی دھجیاں بکھیرنے میں مصروف ہیں۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالغفور قاسمی نے اپنے خطاب میں کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت روز روشن کی طرح عیاں ہے، امام اعظم ابوحنیفہؒ کا فتویٰ ہے کہ ''جو شخص جھوٹے مدعی نبوت سے فقط اس

ختم نبوت کانفرنس کی جھلکیاں

☆ کانفرنس کی صدارت حضرت الامیر اور نائب امیر مرکزیہ نے فرمائی، حضرت الامیر کی دعاء سے ہی کانفرنس کا آغاز ہوا، نگرانی صوبائی امیر اور داعی کانفرنس حضرت علامہ احمد میاں حمادی کر رہے تھے، حضرت الامیر نے نائب امیر مرکزیہ صاحبزادہ عزیز احمد کو اسٹیج پر کھڑا کر کے عوام سے ان کا تعارف کروایا اور ان کی خدمات پر انہیں داد تحسین دی۔

☆ مرکزی رہنماؤں کا ننڈو آدم پہنچنے پر پرتپاک استقبال کیا گیا۔

☆ امیر مرکزیہ حضرت عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ، نائب امیر مرکزیہ صاحبزادہ عزیز احمد کی کانفرنس میں تشریف آوری سے کانفرنس کی رونق دوبالا ہوگئی۔

☆ میڈیا کوریج کے لئے جدا گیلری کا انتظام کیا گیا۔

☆ مولانا محمد راشد مدنی، مفتی محمد طاہر مکی اسٹیج سیکریٹری اور قراردادیں پیش کرنے کے فرائض احسن طریقے سے سرانجام دیتے رہے۔

☆ کانفرنس گزشتہ سالوں کی نسبت بھرپور خوشگوار اور مکمل پرامن رہی۔

☆ کانفرنس میں کراچی کے دینی مدارس کے علاوہ اندرون سندھ سکھر، پنو عاقل، کنری، مٹھی، بدین، میرپورخاص، گھوٹکی، محراب پور، شہداد پور، وغیرہ سے طلباء قافلوں کی صورت میں شرکت کے لئے آئے جبکہ نعت شریف کراچی مدرسہ کے طالب علم ابوبکر شاہ نے خوبصورت انداز میں پیش کی۔

☆ کراچی سے صاحبزادہ مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی اپنے رفقاء کے ہمراہ تشریف لائے جبکہ مجلس کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ کی قیادت میں دفتر ختم نبوت کے ناظم رانا محمد انور، قانونی مشیر ختم نبوت منظور احمد میو راجپوت ایڈوکیٹ، سید انوار الحسن، حافظ محمد سعید لدھیانوی، محمد عمار، محمد خبیب نفیس، حیدرآباد سے مولانا محمد نذر عثمانی، کوٹری سے مولانا عبدالمجید، حاجی زمان خان، نوابشاہ سے مولانا محمد امجد مدنی، شہداد پور دارالعلوم حسینیہ کے شیخ الحدیث مولانا محمد سلیم، قاری عبدالرشید، جھول سے مولانا غلام مصطفیٰ، پنو عاقل سے مولانا ایم حبیب اللہ، فقیر محمد انڈھڑ، حافظ شہاب الدین، مفتی نافع مصطفیٰ، حافظ عبدالغفار شیخ، نے اپنے جماعتی رفقاء اور عہدیداروں سمیت کانفرنس میں شرکت کی جبکہ ٹنڈو آدم کی جمعیت علماء اسلام کے مولانا عثمان سموں، قاری محمد عباس، جامعہ مدینۃ العلوم کے شیخ الحدیث مفتی عبدالحی بروہی، مفتی محمد امان اللہ بلوچ، حافظ عبدالمالک انصاری، قاسم العلوم کے حاجی محمد ہاشم، مولانا دوست محمد فاروقی، جامعہ محمدیہ کے مفتی محمد یعقوب نکمسی، سانگھڑ کے چانڈیو قبیلے کے راہنماء نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

کی نبوت کی دلیل پوچھے تو پوچھنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔" قادیانی کسی نرمی کے مستحق نہیں، مسلمان اس مسئلہ پر غیرت کا مظاہرہ کریں، قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کریں، قادیانیوں سے لین دین نہ کریں جو مسلمان قادیانیوں کی حمایت کرے یا ان سے لین دین رکھے وہ ہم میں سے نہیں ہے، قادیانیوں سے ہمدردی رکھنے والا یا کوئی سیاسی لیڈر جو ان کی حمایت کرے جیسے ماضی قریب میں کی گئی وہ مسلمان نہیں، میں اسے اسلام سے خارج قرار دیتا ہوں، عوام کسی عالم کو قادیانیوں کے حامیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھ کر دھوکہ نہ کھائیں اس کے اپنے مفادات اور مجبوریاں بھی ہوسکتی ہیں اگر چہ ایسا نہیں کرنا چاہئے قادیانی اور انکے حامیوں کیساتھ مفادات کی خاطر بھی نرم رویہ رکھنا قریب الکفر ہے لیکن کسی عالم دین کے کسی قادیانی حامی پارٹی سے تعلقات کی وجہ سے فتویٰ نہیں بدلتا، میں کسی ایسے عالم کو عالم ہی نہیں کہتا کہ وہ اسلام کا ٹھیکیدار کہلوا کر قادیانیوں کے حامیوں کی غلامی کرے، مولانا قاسمی نے کہا کہ قیامت میں دو کیمپ لگے ہوں گے ایک محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے حامی اور اس کے غلاموں کا اور دوسرا کیمپ قادیانیوں اور ان کے حامیوں کا ہوگا، بس اب ہر مسلمان کو سوچ لینا چاہئے کہ وہ کس کے پاس جانا چاہتا ہے۔ جانشین حضرت جالپوریؒ مولانا محمد اعجاز مصطفی، صاحبزادہ حافظ محمد سعید لدھیانوی، مولانا اسامہ رضوان، مفتی محمد طاہر مکی، علامہ محمد راشد مدنی، مفتی حفیظ الرحمان، مولانا نذر عثمانی، مولانا محمد علی صدیقی اور دیگر علمائے کرام نے بھی کانفرنس سے خطاب کیا۔

قراردادیں

☆ تیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس یہ اعلان کرتی ہے کہ حکومت کی جانب سے توہین رسالت قانون میں ترمیم نہ کرنے کا اعلان خوش آئند ضرور ہے لیکن اس مسئلے پر حکومت مکمل ڈٹ جائے اور کسی بھی قسم کے دباؤ میں نہ آئے تو ہم اس مسئلے پر حکومت کے ساتھ ہے۔

☆ بعض سیاسی جماعتوں کی جانب سے بیانات سامنے آئے کہ توہین رسالت کے قانون کے مسئلے پر تحفظات دور کئے جائیں، یہ اجتماع ہر ایک سیاسی جماعت کی بھر پور مذمت کرتا ہے جو قادیانیوں کی حمایت میں بیان بازی کرتے ہوئے توہین رسالت قانون پر تحفظات کی بات کرتی ہے اور یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ مسلمان آئندہ الیکشن میں رسول اللہ کے غلام کو ووٹ دیں کسی قادیانی حامی جماعت کو ووٹ نہ دیں، اور ہر امیدوار سے عہد لیں کہ وہ اسمبلی میں جا کر قادیانی نواز نہیں بنے گا۔

☆ ایف آئی اے ملک کا اہم ترین ادارہ ہے جبکہ اس کا سربراہ وسیم احمد سکہ بند قادیانی ہے جسے ہٹانے کی سپریم کورٹ نے چند روز کی مہلت دی، یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ایسے اہم ادارے کی سربراہی سے ملک اور اسلام دشمن قادیانی وسیم احمد کو بے دخل کیا جائے۔

☆ یہ اجتماع ملک بھر میں دہشت گردی، قتل وغارت گری، بدامنی، افراتفری، سمیت خودکش حملوں کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے حکومت کو یہ باور کرانا ضروری سمجھتا ہے کہ اس قسم کی تمام کارروائیوں کے پیچھے صرف اور صرف قادیانی سازشیں کارفرما ہیں، ان تمام کارروائیوں میں قادیانی سرپرستوں اور خود قادیانیوں کو شامل تفتیش کیا جائے۔

☆ یہ اجتماع سپریم کورٹ کے معزز چیف جسٹس سے مطالبہ کرتا ہے کہ بائیس بائیس سال سے ماتحت عدالتوں میں توہین رسالت، توہین قرآن، امتناع قادیانیت لاء کے جو مقدمات قادیانی حربوں کی وجہ سے التواء کا شکار پڑے ہوئے ہیں سپریم کورٹ اپنے سوموٹو اختیار استعمال کرتے ہوئے انہیں جلدی نمٹائے جانے کا حکمنامہ جاری کرے۔

☆ شہدائے ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مفتی محمد جمیل خانؒ، مولانا نذیر احمد تونسویؒ، مفتی نظام الدین شامزئیؒ، مولانا سعید احمد جلال پوریؒ سمیت تمام علماء کے قاتلوں کو فوری طور پر گرفتار کیا جائے۔

☆ یہ اجتماع ضلعی اور مقامی انتظامیہ کا تعاون اور کانفرنس کے سلسلے میں سیکیورٹی فراہم کئے جانے کا تہہ دل سے مشکور ہے۔

☆ تبرا ذات کام جس پر رسول پاک سمیت تمام صحابہ اور علماء کی سخت ترین توہین کی گئی ہے، بھیانک شکلیں بنا کر صحابہ کی جانب منسوب کی گئی ہیں اور جو تصاویر اس میں شائع کی گئی ہیں اس سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی ایک قادیانیوں کی سازش ہے، جس کے ذریعے وہ مسلمانوں کا آپس میں تصادم کروانا چاہتے ہیں۔ یہ اجتماع اس حوالے سے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ فوری طور پر تبرا ذات کام کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔

☆ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قوم کی بیٹی عافیہ صدیقی کی امریکی قید سے رہائی کیلئے سفارتی ذرائع استعمال کرتے ہوئے امریکہ کو مجبور کرے کہ وہ اسے آزاد کرے۔

☆ قادیانیوں کو امتناع قادیانیت لاء کا پابند بناتے ہوئے ان کی غیر اسلامی اور غیر قانونی سرگرمیوں کو روکا جائے۔ قادیانیوں کو پاک فوج سے بے دخل کیا جائے کہ یہ لوگ جہاد کے منکر ہیں اور پاک فوج کا موٹو جہاد ہے۔

☆ امریکی ڈرون حملوں کی مذمت کرتے ہوئے یہ اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ امریکا سے فوری طور پر ڈرون حملے بند کروائے۔

☆☆..........☆☆

Regd. ss.160

بیاد خواجہ خواجگان قطب الاقطاب حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ

بیاد ولی کامل عالم باعمل حضرت مولانا استاد حافظ احمد دین صاحب رحمتہ اللہ علیہ

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سراجیہ کا

دو روزہ روحانی و اصلاحی عظیم الشان اجتماع

مورخہ 10 09 اپریل 2011 بروز ہفتہ، اتوار منعقد ہو رہا ہے

بمقام خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ سراجیہ دادڑہ بالا شریف ہڑپہ ساہیوال

زیر سرپرستی خواجہ خواجگانؒ کے فرزند اور ان کے تربیت یافتہ، ولی کامل رہبر طریقت

حضرت مولانا خواجہ رشید احمد صاحب مدظلہ العالی

سجادہ نشین

خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ سراجیہ

مرکز سراجیہ گلبرگ۔لاہور دادڑہ بالا شریف۔ساہیوال

اس اجتماع میں حضرت خواجہؒ کے صاحبزادگان، خلفاء حضرات، ملک کے جید علماء کرام، مشہور نعت خواں حضرات تشریف لا رہے ہیں۔ تمام متوسلین سلسلہ پاک سے درخواست ہے کہ بھرپور طریقے سے شرکت کریں

الداعی الی الخیر خدام خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ سراجیہ دادڑہ بالا ضلع ساہیوال